اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ
ترجمہ
خبردار اللہ والا گروہ ہی غالب ہوا کرتا ہے۔
خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب | مری خاطر خدا سے یہ علامت آنیوالی ہے
خدا رسوا کریگا تمکو میں اعزاز پاؤں گا | سنو اے منکرو اب یہ کرامت آنیوالی ہے
(از حضرت مسیح موعودؑ)
جماعت احمدیہ
اور
احرار
اس کتاب میں اسلامی تعلیم اور واقعات کی روشنی میں دکھلایا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ خادم اسلام، ہمدرد بنی نوع انسان ہونیکے باعث اپنے مقاصد میں کامیاب و غالب ہوتی جا رہی ہے اور واقعات کی رو سے ہی یہ بھی دکھلایا گیا ہے کہ جماعت احرار اپنے مکر و فریب کے باعث اپنی تمام تحریکوں میں خائب و خاسر رہی۔ اور ہمیشہ ملک و قوم کے لئے نقصان رساں اور امن شکن ثابت ہوئی ہے۔
مصنفہ
ڈاکٹر عبدالرحمٰن ایل ایم پی اینڈ ایل سی پی ایس
موگا - (پنجاب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وآخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم

یارب صل علی نبیک دائما
فی ھذہ الدنیا وبعث ثانی
(از حضرت مسیح موعودؑ)

جماعت احمدیہ اور احرار

جماعت احمدیہ

حضرت مرزا غلام احمد صاحب احمدیہ جماعت کے بانی ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار صاحب کا اسم شریف مرزا غلام مرتضیٰ صاحب تھا۔ آپ کا خاندان فارس سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ کے آبا و اجداد چھیاسی گاؤں کے مالک تھے۔ یہ علاقہ سکھوں کے زمانہ میں آپ کے بزرگوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اب صرف چند ایک گاؤں آپ کے خاندان کے قبضہ میں ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب شروع سے ہی ایک خاموش طبیعت صوفی تھے۔ اور زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ نے لگاتار چھ ماہ کے روزے رکھے۔ آپ کو دینی علوم کے حاصل کرنے کا شوق تھا۔

جب آپ کا سن مبارک بیس سال کو پہنچا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر رؤیائے صادقہ اور مکاشفات صحیحہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور تھوڑے عرصہ بعد الہامات الٰہیہ کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ انہی دنوں آریوں - دہریوں . . . .

برہموسماجیوں۔ عیسائیوں نے اسلام پر متفقہ یورش کی ہوئی تھی یہاں تک کہ مسلمانوں کے بڑے بڑے مولوی حقیقتِ اسلام سے ناواقف ہونے کی وجہ سے مخالفین کے اعتراضات کی تاب نہ لاکر دہریہ۔ آریہ اور عیسائی ہورہے تھے۔ عام طبقہ مسلمانوں کا تو دین سے بالکل ناواقف تھا۔ جسے کئی ذرائع سے متاثر کرکے دیگر مذاہب والوں نے اپنی طرف کھینچ لیا یہ زمانہ اسلام پر ایک تاریکی مصیبت اور ابتلا کا زمانہ تھا۔ چاروں طرف سے دینِ نبویؐ پر دشمنانِ دین کا حملہ تھا۔ چنانچہ اس وقت کے اسلام کے ضعف کا نقشہ حضرت اقدس نے حسب ذیل اشعار میں کھینچا ہے۔ جو اسلام سے محبت رکھنے والے ہر شخص کو اسلام کی حالت زار کا نقشہ دکھا کر آنسو رلا دیتا ہے۔

مے سزد گر خون ببارد دیدۂ ہر اہلِ دیں	بر پریشاں حالئ اسلام و قحط المسلمیں
آنکہ نفس اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب	مے نزاشد عیبہا در ذاتِ خیر المرسلیں
ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید	دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدیں

اسلام کی ایسی خستہ اور دردناک حالت کو دیکھ کر آپ جناب باری میں اسلام کی نصرت کے لئے یوں دعا کرتے ہیں:۔

یا الٰہی بازگے آید ز تو وقت مدد	بازگے بینیم آں فرخندہ ایام و سنیں
اے خدا زود آ و بر ما آب نصرت ہا ببار	یا مرا بردار یارب زیں مقام آتشیں
ایں دو فکرِ دینِ احمد مغز جان ما گداخت	کثرت اعدائے ملت قلت انصار دیں

گمراہی کی تاریکی میں ٹھوکریں کھا کر گرنے والوں کی ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ سے جو ہادی و نور ہے۔ یوں دعا کرتے ہیں:۔

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برار	گمرہاں را چشم کن روشن از آیاتِ مبیں

دیں کے غموں نے مارا اب دل ہے پارہ پارہ — دلبر کا ہے سہارا ورنہ فنا یہی ہے
میں دل کی کیا سناؤں کس کو یہ غم بتاؤں — دُکھ درد کے ہیں جھگڑے مُجھ پر بلا یہی ہے
ہر جا زمیں کے کیڑے دیں کے ہوئے ہیں دشمن — اسلام پر خدا سے آج ابتلا یہی ہے
دیں غار میں چھپا ہے اک شور کفر کا ہے — اب تم دعائیں کرلو غار حرا یہی ہے
اس رہ میں اپنے قصّے میں تم کو کیا سناؤں — دُکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے
فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جاں کنی ہَے — عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے
اک دیں کی آفتوں کا غم کھا گیا ہے مجھکو — سینہ پہ دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے
ایسا زمانہ آیا جس نے غضب ہی ڈھایا — جو پیستی ہے دیں کو وہ آسیا یہی ہے

دین کی فلاح ونصرت کے لئے جناب ایزدی میں یُوں دعا فرماتے ہیں:۔

اس دیں کی شان وشوکت یارب مجھے دکھادے — سب جھوٹے دیں مٹادے میری دعا یہی ہے
جلد آ مرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے — منہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے
جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی — دے شربتِ تلاقی حرص وہوا یہی ہے
اس عشق میں مصائب سو سو ہیں ہر قدم پر — پر کیا کروں کہ اس نے مجھ کو دیا یہی ہے
اے میرے ربِّ رحماں تیرے ہی ہیں یہ احساں — مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے — اے مرے سُورج نکل باہر کہ میں ہوں بیقرار
فضل کے ہاتھوں سے اب اسوقت کر میری مدد — کشتیِ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں — میری فریادوں کو سُن میں ہو گیا زار ونزار
اس تپش کو میری وہ جانے کہ رکھتا ہے تپش — اس اَلم کو میرے وہ سمجھے کہ ہے وہ دِلفگار

کون روتا ہے کہ جس سے آسمان بھی رو پڑا	مہر و ماہ کی آنکھ غم سے ہو گئی تاریک و تار
دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضُعفِ دینِ مصطفےٰ	مجھ کو کر اے میرے سلطان کامیاب و کامگار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا	اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار
ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر	پھیر دے اے میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار
اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں	اک نظر کر اس طرف تا کچھ نظر آوے بہار

آپ بارگاہ ایزدی میں اسلام کی نصرت کے لئے دعائیں کیا کرتے تھے۔ آپ نے آریوں۔ برہمو سماجیوں۔ دہریوں اور نیچریوں کے اعتراضات کے جواب میں اور اسلام کی شان و شوکت کے اظہار کے لئے براہین احمدیہ تصنیف فرمائی۔ جس کے متعلق اعلان فرمایا۔ کہ "اگر کوئی صاحب منکرین میں سے۔ شارکت اپنی کتاب کی فرقان مجید سے ان سب براہین اور دلائل میں جو ہم نے دربارہ حقیت فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کتاب مقدس سے اخذ کر کے تحریر کی ہیں اپنی الہامی کتاب میں سے ثابت کر کے دکھلاویں۔ یا اگر تعداد میں ان کے برابر پیش نہ کر سکیں۔ تو نصف اُن سے یا ثلث اُن سے یا رُبع اُن سے یا خُمس اُن سے نکال کر پیش کریں یا اگر بکلّی پیش کرنے سے عاجز ہوں۔ تو ہمارے ہی دلائل کو نمبروار توڑ دیں۔ تو ان سب صورتوں میں بشرطیکہ تین منصف مقبولہ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کر دیں۔ کہ ایفائے شرط جیسا کہ چاہئے تھا ظہور میں آگیا ہے۔ مَیں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے و حیلتے اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دیدونگا" لیکن کوئی بھی تاب مقابلہ نہ لا سکا۔ البتہ مخالفین نے بیہودہ نکتہ چینی اور ہرزہ سرائی کی راہ اختیار کر کے اپنی کمزوری کو چھپانے کی ناکام کوشش کی۔

یہ کتاب (براہین احمدیہ) جو عرفان الٰہی کا چشمہ ہے۔ مطالعہ کرنے کے لائق ہے ؛
آپ نے پادری عبداللہ آتھم سے امرتسر میں صداقت اسلام اور عیسائیت کے بطلان پر اٹھارہ دن کامیاب مناظرہ کیا۔ جس کی روئداد "جنگ مقدس" کے نام سے کتابی صورت میں شائع کی گئی۔ اس کتاب کے پڑھنے سے اسلام کے غلبہ اور موجودہ عیسائیت کے ضعف و شکست کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام کی تائید میں متعدد کتب و رسائل اور اشتہارات شائع کئے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد چھیاسی ۸۶ تک پہنچتی ہے۔ خدا آپ لوگوں کو ان کتب کے مطالعہ کی توفیق دے۔ تاکہ آپ حسن اسلام کو دیکھ سکیں۔ اور چشمہ عرفان سے بادۂ معرفت پی سکیں۔
اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ میں ذکر کر چکا ہوں آپ پر الہامات کا دروازہ کھول دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا

یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

یعنی وہ مدد ہر ایک دور کی راہ سے تجھے پہنچے گی۔ اور ایسی راہوں سے پہنچے گی۔ کہ وہ راستے لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے گہرے ہو جائیں گے۔ اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے۔ کہ جن راہوں سے وہ چلیں گے عمیق ہو جائیں گے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا۔ یعنی ہم ایک کھلی کھلی فتح تجھکو عطا کریں گے
اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَانْتَھٰی اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا وَتَمَّتْ کَلِمٰتُ رَبِّکَ۔ اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ

وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ وَ سِّعْ مَكَانَكَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اَصْحٰبُ الصُّفَّةِ وَمَا اَدْرٰكَ مَا اَصْحٰبُ الصُّفَّةِ۔ تَرٰى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ۔ (حقیقۃ الوحی ص۷۳-۷۵)

جب خدا کی مدد آئے گی۔ اور زمانہ (یعنی لوگ۔ ناقل) ہماری طرف رجوع کریگا تب کہا جائے گا کہ کیا یہ شخص جو بھیجا گیا تھا حق پر نہ تھا۔ اور چاہیئے کہ تُو مخلوق الٰہی کے ملنے کے وقت چیں بہ جبیں نہ ہو۔ اور چاہیئے کہ تُو لوگوں کی کثرت ملاقات سے تھک نہ جائے تجھے لازم ہے۔ کہ اپنے مکانوں کو وسیع کرے تا لوگ جو کثرت سے آئیں گے۔ اُن کے اُترنے کے لئے کافی گنجائش ہو۔ اور ایمان والوں کو خوشخبری دے کہ خدا کے حضور میں ان کا قدم صدق پر ہے اور جو کچھ تیرے رب کی طرف سے وحی نازل کی گئی ہے وہ ان لوگوں کو سُنا جو تیری جماعت میں داخل ہوں گے صُفّہ کے رہنے والے۔ اور تو کیا جانتا ہے کہ اصحاب الصّفہ کیا ہیں۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ اور تیرے پر درود بھیجیں گے

آئی شَل گِو یُو اے لارج پارٹی آف اسلام

میں تجھے فرمانبرداروں کی ایک جماعت دوں گا (براہین احمدیہ)

مندرجہ بالا الہامات جو پیشگوئیاں ہیں آپ پر اس وقت نازل ہوئے۔ جبکہ آپ زاویۂ گمنامی میں تھے۔ اور آپ نے ان کو براہین احمدیہ اور اشتہارات کے ذریعہ

سے دنیا میں پھیلا دیا۔ آخر یہ تمام امور آپ کی زندگی میں تکمیل پذیر ہوئے۔ لوگ دُور دُور سے آپ کی خدمت اقدس میں آتے۔ اور تحائف لائے۔ آپ نے بکثرت مصافحے کئے۔ لوگوں کی آمد و رفت سے راستوں میں گڑھے پڑ گئے۔ آپ کی زندگی میں ایک فرمانبردار جماعت تیار ہو گئی جس نے اسلام پر جان و مال اور عزت و آبرو بلکہ سب کچھ قربان کرنے کا آپ کے ہاتھ پر عہد کیا۔ اور آپ کی زندگی میں ہی اسلام کی خدمت کیلئے دیوانہ وار مصروف ہو گئی۔

پس ناظرین کرام اس بات پر غور فرمائیں کہ دنیا میں کون شخص ہے۔ جو یہ دعوے کر سکے۔ کہ وہ کل تک زندہ رہے گا۔ ہم ایسے حوادث روزمرہ دیکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص اچھا بھلا تندرست ہنستا کھیلتا دفتر یا اپنے کام سے واپس گھر پر آتا ہے۔ کرسی پر بیٹھتا ہے۔ نوکر کو بُوٹ کھولنے کے لئے بلاتا ہے۔ جب نوکر آکر بُوٹ کھولنے لگتا ہے۔ تو اپنے آقا کو مردہ پاتا ہے۔ ایک شخص حجامت بنوا رہا ہوتا ہے حرکتِ قلب کے بند ہو جانے سے وہیں کرسی پر مر جاتا ہے۔ کھیت سے ایک آدمی گھر کو آ رہا ہوتا ہے۔ راستے میں سانپ کے ڈسنے سے مر جاتا ہے۔ اچانک مکان کے نیچے دب کر مر جاتا ہے اور کئی مہلک امراض ہیں جو اچانک حملہ کرتی ہیں آناً فاناً انسان جاں بحق تسلیم ہو جاتا ہے۔ غرض دنیا میں بیسیوں ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اعلان کرنا اور تحدی سے اعلان کرنا کہ یہ واقعات میری زندگی میں وقوع پذیر ہوں گے اور پھر اس اعلان کے بعد بینتیس چھتیس سال کی عمر پا کر ان پیشگوئیوں کو بچشم خود پورا ہوتے دیکھنا کوئی معمولی بات نہیں۔ خصوصاً ایسے حالات میں جبکہ اس اعلان کے ساتھ ہی مخالفین نے متفقہ طور پر آپ کو ناکام کرنے کی ہر ممکن کوشش شروع کر دی ہو۔

بڑے بڑے جُبّہ پوش مولوی پنڈت اور پادری اُٹھتے ہیں۔ اور اپنے حاصل شدہ اثر ورسوخ کو کام میں لاکر پبلک میں آپ کے متعلق نفرت پھیلاتے ہیں۔ اور آپ کو واجب القتل ٹھہرا کر لوگوں کو قتل کے لئے اُکساتے ہیں۔ آپ کا بائیکاٹ کرنے اور آپ پر طرح طرح کے مظالم و تشدد کرنے کو عین خدمت دین اور کار ثواب قرار دیتے ہیں قتل کے جھوٹے مقدمات بنا کر آپکو پھانسی دلوانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تمام اقوام کے لیڈر اور گورنمنٹ کے بعض متعصب افسر بھی مل کر آپ کو ہر طرح سے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر آپ کی نصرت فرمائی۔ اور دشمن آپ کا بال بھی بیکا نہ کر سکے۔ آپ کے اشد ترین دشمن محمد حسین بٹالوی نے کہا۔ کہ میری پھونک سے یہ اور اس کا سارا تار و پود اُڑ جائیگا۔ میری قلم کے کلہاڑے سے اس درخت کی جڑ تک زمین سے اُکھڑ جائے گی۔ چنانچہ محمد حسین بٹالوی۔ نذیر حسین دہلوی اور مارٹن کلارک اور دوسرے لوگوں نے اس پودے پر اپنے کلہاڑے چلائے۔ اور طرح طرح کی آگ چاروں طرف جلائی۔ لیکن ان کلہاڑوں سے ان دشمنوں کی اپنی جڑیں کٹ گئیں۔ اور آتش نامرادی میں وہ لوگ خود ہی جل کر راکھ ہو گئے۔ اور یہ پودا جو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا۔ بڑھا۔ پھلا۔ پھولا۔ اور خوب بڑھا۔ یہاں تک کہ اس کی شاخیں قادیان سے نکل کر پنجاب، ہندوستان، افغانستان، جاوا، سماٹرا، چین، جاپان، آسٹریا، ہنگری، آسٹریلیا، ماریشس، نائیجیریا اور امریکہ تک پھیل گئیں۔ اور اب یہ درخت ایک تناور درخت بن گیا۔ جو تمام دنیا پر چھا گیا اور دن بدن مضبوط اور تناور ہوتا جاتا ہے۔

خدا کے لئے آپ غور کریں۔ دشمنوں کا چاروں طرف سے حملہ اور آپکی اتنی تحدّی کہ اپنی زندگی ہی میں یہ سب امور آپ دیکھیں گے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان باتوں

کا آپ سے اس ہستی نے وعدہ کیا تھا جس کے قبضے میں آپ کی جان تھی۔ اور تمام دنیا کی طاقتوں پر غالب تھی۔ اور جو جانتی تھی۔ کہ یہ تمام دنیا مل کر بھی آپ کو تباہ و برباد نہیں کر سکتی۔ چنانچہ اسی ہستی نے آپ کو کہا کہ آپ اعلان کر دیں۔ کہ تمام لوگ اپنے منصوبے کر کے حملہ کر لیں تیرا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے۔ فرماتے ہیں:۔

ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنیوالی ہے

خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب
مری خاطر خدا سے یہ علامت آنیوالی ہے

خدا رسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو اب یہ کرامت آنیوالی ہے

ہائے میری قوم نے تکذیب کر کے کیا لیا
زلزلوں سے ہو گئے صد ہا مساکن مثلِ غار

حد سے کیوں بڑھتے ہو لوگو کچھ کرو خوف خدا
کیا نہیں تم دیکھتے نصرت خدا کی بار بار

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

مجھ کو پردہ میں نظر آتا ہے اک میرا معیں
تیغ کو کھینچے ہوئے اُس پر جو کرتا ہے وہ وار

قتل کی ٹھانی شریروں نے چلائے تیر مکر
بن گئے شیطاں کے چیلے اور نسل ہونہار

تم تو کہتے تھے کہ یہ نابود ہو جائیگا جلد
یہ ہمارے ہاتھ کے نیچے ہے اک ادنیٰ شکار

بات پھر یہ کیا ہوئی کس نے مری تائید کی
خائب و خاسر رہے تم ہو گیا میں کامگار

آپ غور کریں زندگی فانی پانی کا بلبلا۔ لیکن پھر بھی اتنی تحدی اور ان امور کا زندگی میں واقع ہونا ایک صداقت کی دلیل ہے۔ آپ ہاتھ میں شمع تجسس لیکر جہان میں ڈھونڈیں یقیناً یقیناً کوئی ایسا کاذب نہیں ملے گا۔ جو اس طرح زندگی کے ساتھ مشروط امور سے

وقوع کا دعوے کرے۔ اور پھر اس کی زندگی میں ظہور میں آئے ہوں۔ ہرگز ہرگز ایک بھی ایسی مثال نہیں مل سکے گی۔ لہذا یہ امر ثابت ہے۔ کہ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خدائے عالم کے ساتھ تعلق تھا۔ اور یہ تمام وعدے خدا ہی نے آپ کے ساتھ کئے تھے۔ جو باوجود دشمن کی مخالفانہ منصوبہ بازیوں کے وقوع میں آ کر رہے۔

اے برادران آنکھیں کھولیں، غور کریں اور یقین کریں کہ یہ وہی مسیح ہے۔ جس کے آنے کی خبر خدا نے قرآن و حدیث اور اناجیل میں دی تھی۔ بے شک وہی مہدی ہے جس نے گمراہ دنیا کو ہدایت کرنی تھی۔ آپ آگے بڑھیں اور آپ کے دامن مبارک کو پکڑ لیں آپ کی تعلیم کی کشتی میں سوار ہو جائیں۔ تاکہ شیطانی طوفان اور بھنور سے بچکر سلامتی کے کنارے پر جا لگیں۔ خدا آپ کو توفیق دے۔ آمین

آپ کا اور آپ کی جماعت کا مذہب

(۱) "اے بزرگو۔ اے مولویو۔ اے قوم کے منتخب لوگو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کی آنکھیں کھولے۔ غیظ و غضب میں آکر حد سے مت بڑھو۔ میری اس کتاب کے دونوں حصوں کو غور سے پڑھو کہ ان میں نور و ہدایت ہے خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ اور اپنی زبان کو تکفیر سے تھام لو۔ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ میں ایک مسلمان ہوں۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَسْتَ مُسْلِمًا. وَاتَّقُوا الْمَلِكَ الَّذِيْ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ" (ازالہ اوہام صہ)

(۲) " اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے اور خداوند علیم و سمیع اول الشاہدین ہے۔ کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں۔ جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی مسلمان کہلانے لگتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں "

(اشتہار ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ ۲۱)

(۳) (اُردو ترجمہ) " یعنی ہم خدائے واحدہٗ لاشریک پر ایمان لاتے ہیں۔ اور کلمہ لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کے قائل ہیں۔ اور خدا کی کتاب قرآن شریف اور اُس کے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء ہے۔ مانتے ہیں۔ اور فرشتوں اور حشر نشر اور جنّت و دوزخ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور روزے رکھتے ہیں اور اہل قبلہ ہیں۔ اور جو کچھ خدا اور رسول نے حرام کیا اس کو حرام کہتے ہیں۔ اور جو کچھ حلال کیا اس کو حلال قرار دیتے ہیں۔ اور نہ ہم شریعت میں کچھ بڑھاتے ہیں اور نہ کم کرتے ہیں۔ اور ایک ذرے کی کمی بیشی نہیں کرتے۔ اور جو کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہمیں پہنچا ہے اس کو قبول کرتے ہیں۔ چاہے ہم اس کو سمجھیں یا اس کے بھید کو نہ سمجھیں اور اس کی حقیقت تک نہ پہنچ سکیں۔ اور ہم اللہ کے فضل سے مومن، موحد اور مسلم ہیں "

(نور الحق حصہ اول صفحہ ۵)

(۴) " بالآخر یاد رہے کہ جس قدر ہمارے مخالف علماء لوگوں کو ہم سے

نفرت دلا کر ہمیں کافر اور بے ایمان ٹھہراتے ہیں۔اور عام مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں۔کہ یہ شخص مع اس تمام جماعت کے عقائد اسلام اور اصول دین سے برگشتہ ہیں۔یہ ان حاسد مولویوں کے وہ افترا ہیں۔کہ جب تک کسی کے دل میں ایک ذرہ بھی تقویٰ ہو۔ایسے افترا نہیں کر سکتا۔ جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے۔وہ ہمارا عقیدہ ہے۔"

(آیام الصلح ص۸۲)

اِسلام کی حُسن و خوبی کے متعلق

کیا وصف اس کا کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے

کہتے ہیں حسنِ یوسف دلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے

یوسف تو سُن چکے ہو اک چاہ میں گرا تھا
یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے

اسلام کے محاسن کیونکر بیاں کروں میں
سب خشک باغ دیکھے پھولا پھلا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

اس نے نشاں دکھلائے طالب سبھی بلائے
سوتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے

ملتی ہے بادشاہی اس دیں سے آسمانی
اے طالبانِ دولت ظلِّ ہما یہی ہے

انکار کر کے اس سے پچھتاؤ گے بہت تم
بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے

دنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اس کو یارو آبِ بقا یہی ہے

حمد باری تعالےٰ

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدءُ الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

قرآن کریم کی شان و توحید باریتعالیٰ

جمال و حسن قرآں نور جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

اسلام اور دیگر مذاہب

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمد سے ہی کھایا ہم نے

مصطفےٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

تیرے منہ کی ہے قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی مدام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلامی خدمات

میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلامی خدمات کا مختصر ذکر کر دوں تاکہ آپ اس امر کو علیٰ وجہ البصیرت جان کر کہ آپ نے اسلام کو زندہ کر دیا۔ آپ کی صداقت اور قوت قدسی کا شرح صدر سے اقرار کر سکیں۔

آپ نے قرآن شریف کی قرآن شریف سے تفسیر کی۔ اور ایسے نکات معرفت بیان فرمائے۔ جو صدیوں سے علماء کی نظر سے پوشیدہ تھے۔ قرآن شریف کے وہ مقامات جن کی سابقہ اور موجودہ علماء کی غلط تفسیر پر آریوں۔ عیسائیوں کے اعتراضات پڑتے تھے ایسے حل فرمائے۔ کہ اب اعتراض کی بجائے ان مقامات سے قرآن شریف کا فلسفہ اور حُسن ظاہر ہوتا ہے۔ ناسخ و منسوخ کے غلط عقیدہ کی اصلاح فرمائی۔ احادیث کا مقام جو مسلمان علماء میں افراط و تفریط پا گیا تھا۔ اُسے قرآن شریف کے ماتحت لا کر قرآن مجید کی فضیلت اور احادیث کی منفعت دونوں سے آگاہ کر دیا۔ موجودہ یورپ کا فلسفہ جس کی رَو میں بہ کر لوگ دہریہ ہو رہے تھے۔ اس کے ان مسائل کو جو قرآن و حدیث کے خلاف تھے ایسا بودا ثابت کیا۔ کہ سعید رُوحیں اس فلسفہ کے بد اثر سے دہریہ ہونے سے بچ گئیں۔ وہ مذاہب جو اسلام کو چاروں طرف سے کھا رہے تھے اور جن کے سامنے زمانہ کے علماء ہتھیار ڈال کر اپنی بے چارگی کا ثبوت دے چکے تھے۔ اور بعض مرتد ہو گئے تھے آپ نے ان مذاہب کا یہاں تک مقابلہ کیا۔ کہ اب ان مذاہب میں سے ہزاروں انسان نکل کر

آغوش اسلام میں آرہے ہیں۔ میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ ایک بار قادیان تشریف لاکر نومسلموں کو ضرور دیکھیں۔ اور یہ بھی خیال کریں کہ جو نومسلم پنجاب ہندوستان۔ امریکہ یورپ۔ افریقہ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ وہ سب آپ کی تعلیم کے اثر کے ماتحت ہوئے ہیں۔

آپ کی وفات پر مقتدر اخبارات کی آراء

ہم آپ کے سامنے صرف چند اخبارات کی آرا پیش کرتے ہیں۔ جن سے آپ حضور کی شخصیت اور آپ کے کارناموں کے متعلق خوب واقف ہو جائیں گے۔ آراء تو بکثرت ہیں جو کتاب "عسل مصفّٰی" جلد ۲ کے آخر میں مندرج ہیں۔ لیکن یہاں صرف تین چار پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے :-

اخبار پایونیر الہ آباد

" اگر پچھلے زمانہ کے اسرائیلی نبیوں میں سے کوئی نبی عالم بالا سے واپس آکر دنیا میں اس وقت تبلیغ کرے۔ تو وہ بیسویں صدی کے حالات میں اس سے زیادہ غیر موزون معلوم ہوگا۔ جیسے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی معلوم ہوتے تھے۔ . . . . . ہم یہ قابلیت نہیں رکھتے۔ کہ ان کی عالمانہ حیثیت پر کوئی رائے لگا سکیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کو اپنے متعلق کبھی کوئی شک نہیں ہوا۔ اور وہ کامل صداقت اور خلوص سے اس بات کا یقین رکھتے تھے۔ کہ اُن پر الہام الٰہی نازل ہوتا ہے اور کہ ان کو خارق عادت طاقت بخشی گئی ہے . . . . . انہوں نے حیرت زدہ بشپ ویلڈن کو چیلنج دیا۔ کہ نشانوں میں ان کا مقابلہ کرے۔ جیسا کہ الیاس نبی نے بعل کے پیردوں کو دیا تھا۔ اور اس مقابلہ کا یہ نتیجہ قرار دیا کہ یہ فیصلہ ہو جائے۔ کہ سچا مذہب کونسا ہے۔

اور مرزا صاحب اس وقت یہاں تک تیار تھے۔ کہ حالات موجودہ کے مطابق پادری صاحب
جس طرح چاہیں اس امر میں اپنا پورا اطمینان کر لیں۔ کہ نشان کے دکھانے میں کوئی
دھوکہ یا فریب نہیں کیا گیا۔ وہ لوگ جنھوں نے مذہب کے رنگ میں دنیا میں ایک
حرکت پیدا کی۔ وہ اپنی طبیعت میں مرزا غلام احمد صاحب سے آج کل کے کنٹربری
واقع انگلستان کے لاٹ پادری کی نسبت زیادہ تر ملتے جلتے ہیں۔ اگر ارنسٹ رینن مشہور
فرانسیسی مورخ گذشتہ بیس سال کے اندر ہندوستان میں ہوتا۔ تو وہ یقیناً
مرزا صاحب کے پاس جاتا۔ اور اُن کے حالات کا مطالعہ کرتا اور جس کا یہ نتیجہ ہوتا۔ کہ
انبیاء بنی اسرائیل کے عجیب وغریب حالات پر ایک نئی روشنی پڑتی مگر ہمارے محدود
اور تنگ خیالات ایسے مقابلہ کرنے سے مانع ہیں۔ کیونکہ ہمارا مذہبی لٹریچر تنگ دائرہ کے
اندر محدود ہے۔ بہرحال قادیان کا نبی ایک ایسا انسان تھا۔ جو ہمیشہ دنیا میں نہیں آیا
کرتے۔ ان کی رُوح کو سلامتی ہو۔"

صادق الاخبار ریواڑی

"چونکہ مرزا صاحب نے اپنی پُر زور تقریروں اور
شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر
اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے۔ اور کر دکھایا
ہے۔ کہ حق حق ہی ہے۔ اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کا کما حقہٗ ادا کر کے
خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا انصاف متقاضی ہے۔ کہ ایسے
اولوالعزم حامی اسلام اور معین المسلمین فاضل اجل عالم بے بدل کی ناگہانی اور
بے وقت موت پر افسوس کیا جائے۔"

اخبار وکیل امرتسر ۱۹۰۸ء

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر

ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے وہ وقت ہرگز لوح قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا۔ . . . اور مسلمان اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے۔ اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے . . . . غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی۔ کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا۔ جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے۔ اور حمایت اسلام کا جذبہ اُن کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا . . . مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں ان سب (مذاہب) کے لئے حکم و عدل ہوں۔ لیکن اس میں کلام نہیں۔ کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی۔ اور یہ نتیجہ تھی ان کی فطرتی استعداد کا۔ ذوق مطالعہ اور کثرت مشق کا۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا کوئی شخص پیدا ہو۔ جو اپنی اعلیٰ خواہشیں محض اس طرح مذہب کے مطالعہ میں صرف کر دے "

اخبار زمیندار ۸۔ جون ۱۹۰۸ء	" مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء یا ۱۸۶۱ء کے

قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۲-۲۳ سال کی ہوگی۔ اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ . . . ۱۸۷۷ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپ کے یہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی۔ اُن دنوں میں بھی آپ عبادت اور وظائف میں آپ اسقدر محو و مستغرق تھے۔ کہ مہمانوں سے بھی بہت کم گفتگو کرتے تھے۔"

رسالہ تہذیب نسواں

"مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے۔ اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے۔ جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں منصباً مسیح موعود تو نہیں مانتے۔ لیکن ان کی ہدایت اور رہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی۔"

امرتا بازار پتریکا کلکتہ

"وہ فقیرانہ طور پر زندگی بسر کرتے تھے اور سینکڑوں آدمی روزانہ اُن کے لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔ اُن کے مریدین میں ہر قسم کے لوگ فاضل و مولوی باثر رئیس تعلیم یافتہ آدمی امیر و سوداگر ہیں۔"

معزز قارئین! اگر آپ حضور کی تصنیف کردہ کتب مثلاً اسلامی اصول کی فلاسفی۔ کشتی نوح۔ چشمہ معرفت۔ براہین احمدیہ۔ آئینہ کمالات اسلام وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ اور انصاف کی نظر سے ان کتابوں کے مضامین کو دیکھیں تو آپ حضرت اقدس کے گرویدہ ہو جائیں گے

جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات

اللہ تعالیٰ کے الہام اور بشارت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر جو جماعت تیار ہوئی۔ اس نے اسلامی خدمات کو اپنی جان اور مال سے ایسی تندہی کے ساتھ سرانجام دیا۔ اور دے رہی ہے اور توفیق الٰہی آئندہ بھی دیتی رہیگی۔ جن کو دیکھ کر ہر ایک منصف مزاج اور اسلام سے محبت رکھنے والا انسان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسی اور پاک تعلیم کا معترف ہو جائیگا۔ جماعت احمدیہ کی خدمات دو حصوں میں منقسم کی جاسکتی ہیں۔ ایک بلاد خارجیہ میں اور دوسری ہندوستان میں۔

ممالک غیر

حسب ذیل ممالک میں جماعت احمدیہ کے باقاعدہ مشن قائم ہیں۔ بعض مقامات پر انجمن کے اپنے پریس جاری ہیں۔ مساجد تعمیر کی گئی ہیں۔ دینی مدرسے جاری کئے گئے ہیں۔ اشاعت اسلام کا کام زوروں پر ہے۔ لوگ اسلام کو قبول کر رہے ہیں۔ جن کی تفصیل سالانہ رپورٹ کی صورت میں صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے شائع کی جاتی ہے۔ لنڈن۔ شمالی امریکہ۔ مغربی افریقہ۔ مشرقی افریقہ بلاد عربیہ۔ جزائر شرق الہند۔ ماریشس۔ ان سات ملکوں میں ۵۲ تبلیغی مراکز ہیں۔ جن میں ۲۰ مرکز امریکہ میں۔ ۶ بلاد عربیہ میں۔ ۷ مغربی افریقہ میں۔ ۲ مشرقی افریقہ میں۔ ۵ سماٹرا میں۔ ۸ جاوا میں اور چار مرکز ماریشس میں ہیں۔

علاوہ اس کے آسٹریلیا۔ آبادان۔ افغانستان اور اب چین۔ جاپان۔ آسٹریا ہنگری۔ ابے سینیا۔ یوگوسلاویہ۔ سپین۔ البانیہ۔ پیرو جنوبی امریکہ۔ فجی وغیرہ میں تبلیغی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔

اندرون ہند میں تمام اضلاع۔ تحصیلوں اکثر قصبوں اور دیہات میں

جماعتیں پائی جاتی ہیں۔

محکمہ جات صدر انجمن احمدیہ

قادیان میں صدر انجمن احمدیہ کے بہت سے محکمہ جات ہیں۔ جن کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ ان کو نظارت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(۱) نظارت دعوۃ و تبلیغ (۲) نظارت تعلیم و تربیت (۳) نظارت تالیف و تصنیف (۴) نظارت بیت المال (۵) نظارت بہشتی مقبرہ (۶) نظارت امور عامہ۔ (۷) نظارت امور خارجہ (۸) نظارت ضیافت (۹) نظارت اعلیٰ (۱۰) نظامت قضاء (۱۱) نظامت جائداد (۱۲) نظامت خاص۔ (۱۳) محکمہ انسداد ارتداد و ترقی اسلام (۱۴) دفتر پرائیویٹ سکرٹری امام جماعت احمدیہ۔ (۱۵) تحریک جدید۔

ذیل میں ان شعبہ جات وصیغہ جات کے نام درج ہیں۔ جن کا کسی نہ کسی رنگ میں متذکرۃ الصدر محکمہ جات سے تعلق ہے۔

مدرسہ احمدیہ مع بورڈنگ ہوس اور جامعہ احمدیہ مع بورڈنگ ہوس جس میں ہر سال کافی تعداد میں مولوی فاضل اور مبلغ تیار ہو کر نکلتے رہتے ہیں تعلیم الاسلام ہائی سکول و بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ نصرت گرلز ہائی سکول۔ متفرق کلاس۔ حفاظ کلاس (جس میں بچوں کو قرآن مجید حفظ کرایا جاتا ہے) درزی خانہ (جس میں بچوں کو سلائی کا کام سکھایا جاتا ہے) صادق لائبریری۔ صیغہ طبع و اشاعت۔ بُک ڈپو۔ انتظام مساجد۔ مجلس مشاورت (جس کا اجلاس ہر سال امام جماعت احمدیہ کی صدارت میں ہوتا ہے۔ جس میں جماعتوں کے نمائندے حاضر ہوتے ہیں۔ اور سالانہ کارروائی پر تبصرہ ہوتا ہے۔ قواعد وضوابط پاس کئے جاتے ہیں۔ اور جماعت

ے نظم و نسق کے متعلق کافی غور کے بعد فیصلے ہوتے ہیں۔ اور ایک ایک پیسے کی جانچ پڑتال کے بعد آمد و خرچ کا بجٹ پاس ہو کر شائع کیا جاتا ہے) دسمبر کی تعطیلات میں قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ جس میں قریباً بیس سے تیس ہزار تک کی حاضری ہوتی ہے۔ لنگر خانہ و مہمان خانہ محکمہ تعمیر۔ پبلک نور ہسپتال۔ دار الصناعت یعنی صنعتی سکول جس کا تعلق تحریک جدید سے ہے۔ علاوہ اس کے اور کئی شعبہ جات ہیں جن میں جماعت کی بہبودی کے لئے کام کیا جاتا ہے۔

اخبارات و رسائل سلسلہ جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان سے اخبار الفضل زنانہ اخبار مصباح۔ انگریزی اخبار سن رائز۔ اخبار فاروق۔ نور۔ الحکم اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو و انگریزی شائع ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ بیرون ہند میں مقامی جماعتوں کی طرف سے انگریزی۔ عربی اور دیگر زبانوں میں اخبارات و رسائل جاری ہیں۔

جماعت احمدیہ کی سالانہ آمد و خرچ ظاہر ہے۔ کہ ان تمام صیغہ جات کے اخراجات کو چلانے کے لئے ایک بہت بڑی رقم کی ضرورت ہے۔ اس لئے جماعت کے افراد نے بانیٔ سلسلہ کے ارشاد کے مطابق کچھ نہ کچھ چندہ دینا اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ جس پر ہر سال آمد کا بجٹ مقرر ہو کر سالانہ اخراجات کا بجٹ بھی مرتب کیا جاتا ہے۔ جس کو مجلس شوریٰ متفقہ رائے سے پاس کرتی ہے۔ چنانچہ حسب دستور سابق اس سال جو بجٹ مقرر ہوا بطور مثال کے حسب ذیل ہے :-

بجٹ آمد بابت ۳۶-۳۷ء ۲۷۲،۶۶،۱۲

بجٹ اخراجات بابت " " ۲۷۲،۶۶،۱۲

ہر ایک چندہ دینے والے احمدی کو اس کی اداشدہ رقم کی رسید دی جاتی ہے۔ اور چندہ کی باقاعدہ رپورٹ شائع کی جاتی ہے۔ تاکہ ہر ایک جماعت اپنے چندہ کے متعلق نظر ثانی کرلے اور کوئی غلطی نہ رہنے پائے۔ اخراجات کا بجٹ تمام احمدی نمائندے خود تجویز کرتے ہیں۔ اس کے مطابق ہر ایک شعبے کو کام کرنا پڑتا ہے۔ ہر ایک محکمہ کے خرچ کا باقاعدہ اندراج اور حساب ہوتا ہے۔ جسے ہر شخص دیکھ کر اطمینان کر سکتا ہے۔ جماعت کے بیت المال کی نگرانی کے لئے عملہ ناظر کے علاوہ محاسب۔ امین اور آڈیٹرز مقرر ہیں۔

اس کے بعد میں بجائے کسی تفصیل میں جانے کے صرف چند اخبارات کی آرا درج کئے دیتا ہوں۔ جس سے آپ پر واضح ہو جائے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کس قدر اسلامی خدمات سرانجام دے رہی ہے:۔

اخبار مشرق
۱۵ مارچ ۱۹۲۳ء

"جماعت احمدیہ نے خصوصیت کے ساتھ آریہ خیالات پر بہت ضرب لگائی ہے۔ اور جماعت جس ایثار اور درد سے تبلیغ و اشاعتِ اسلام کی کوشش کرتی ہے۔ وہ اس زمانہ میں دوسری جماعتوں میں نظر نہیں آتی"

اخبار ہمدم
۱۸ مارچ ۱۹۲۳ء

"جماعت احمدیہ کے جوش و ایثار کو دیکھتے ہوئے ان کی طرف سے پچاس ہزار بلکہ اس سے زائد روپیہ اس غرض یعنی انسداد ارتداد کے لئے جمع ہوسکنے کا قریب قریب

یقین و اعتماد ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ دیگر مسلمانوں سے ½ ۱۹ لاکھ تو کجا ایک لاکھ روپیہ بھی حالات موجودہ میں چند ہفتہ کے اندر جمع ہو جانے کی توقع تو کیا معمولی اُمید بھی اُن طریقوں سے نہیں باندھ سکتے۔"

اخبار مشرق
۲۹۔ مارچ ۱۹۲۳ء

"جماعت احمدیہ کے امام و پیشوا کی لگاتار تقریروں اور تحریروں کا اثر اُن کے تابعین پر بہت گہرا پڑا ہے۔ اور اس (انسداد ارتداد ملکانہ) کے جہاد میں اس وقت سب سے آگے یہی فرقہ نظر آتا ہے۔ اور باوجود اس بات کے کہ احمدی فرقہ کے نزدیک اس گروہ نومسلم کی تائید کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اس فرقہ سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ مگر اسلام کا نام لگا ہوا تھا۔ اس لئے اس کی شرم سے امام جماعت احمدیہ کو جوش پیدا ہو گیا ہے۔ اور آپ کی بعض تقریریں دیکھ کر دل پر ہیبت طاری ہوتی ہے۔ کہ ابھی خدا کے نام پر جان دینے والے موجود ہیں۔ اگر ہمارے علمار کو اس بات کا اندیشہ ہو۔ کہ احمدیہ جماعت وہاں اپنے عقائد کی تبلیغ کرے گی۔ تو وہ اپنی متفقہ جماعت میں ایسی للّٰہیت اور ایسا خلوص پیدا کر کے آگے بڑھیں۔ کہ ستّو کھائیں اور چنے چبائیں اور اسلام کو بچائیں۔ جماعت احمدیہ کے ارکان میں ہم یہ خلوص بیشتر دیکھتے ہیں۔ دیانت۔ ایفاءِ عہد۔ اپنے امام کی اطاعت میں یہ جماعت فرد ہے۔ جناب مرزا صاحب اور اُن کی جماعت کی عالی حوصلگی اور ایثار کی تعریف کے ساتھ مسلمانوں کو ایسے ایثار کی

غیرت دلاتے ہیں۔ دیانت اور امانت جو مسلمانوں کی امتیازی صفتیں
تھیں۔ آج وہ ان میں نایاب ہیں۔ جماعت احمدیہ کی فیاضی اور ایثار کے
ساتھ اُن کی دیانت اور آمد و خرچ کے ابواب کی درستگی اور باقاعدگی
سب سے زیادہ قابل ستائش ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ باوجود
آمدن کی کمی کے یہ لوگ بڑے بڑے کام کر رہے ہیں"

اخبار زمیندار
۱۸۔ اپریل ۱۹۲۳ء

" احمدی بھائیوں نے جس خلوص جس
ایثار جس جوش اور جس ہمدردی سے اس کام
(انسداد ارتداد اور اشاعت اسلام۔ ناقل) میں حصہ
لیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس پر فخر کرے "

سید آغا خاں جید وکیل کی رائے

" راقم مرزائی نہیں بلکہ اثنا عشری ہے۔
قادیانی جماعت کی مساعی حسنہ اس معاملہ
میں بے حد قابل تحسین ہیں۔ اور دوسری
اسلامی جماعتوں کو بھی اُنہی کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیئے "
(اخبار ہمدم ۱۱۔ اپریل ۱۹۲۳ء)

نذیر احمد خاں صاحب وکیل جے پوری کی تقریر

"حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
نے آریوں کے بُطلان میں وہ مصالحہ جمع کر
دیا ہے۔ کہ اگر اس کو اب استعمال کیا جائے
تو یہ لوگ بیخ و بُن سے اُکھڑ سکتے ہیں۔ لیکن تعجب اور افسوسناک
امر تو یہ ہے۔ کہ ہمارے علماء اُن کی اور اُن کی جماعت کی خواہ مخواہ

مخالفت کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ دشمنان اسلام کے مقابلہ پر ہمیشہ کمر بستہ رہتے ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں۔ جو اس میدان (دشمنان اسلام کے مقابلہ کے میدان میں۔ ناقل) میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ میں نہ تو احمدی ہوں۔ اور نہ میرا کوئی رشتہ دار احمدی ہے۔ نہ اُس ملک کا رہنے والا ہوں۔ جہاں احمدیوں کی آبادی ہے۔ لیکن اُن کے کام کے طریق ان کی سرگرمی اُن کے اخلاص، اُن کی تندہی اور جفاکشی سے کام کرنے کی حالت کا اندازہ کر کے مجبور ہوں۔ کہ تمام اہل اسلام سے کہوں۔ کہ وہ ان **حضرات کی مخالفت چھوڑ دیں**۔ انہی لوگوں کے اخلاق ایسے ہیں جو جاہل اور اکھڑ ملکانوں کو آریہ ہونے سے باز رکھ سکتے ہیں۔ اس کے خلاف ہماری انجمنوں کے مبلغین پچپن ۵۵ کی تعداد میں وہاں گئے تھے۔ جن میں سے اکثر شب برات کے حلوے کھانے اور عُرس کرنے کے لئے واپس آ چکے ہیں۔ اور باقی جو ہیں۔ وہ رمضان میں واپس گھر پہنچنے کی طیاریاں کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں آپ لوگ خیال کریں ان لوگوں سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ اس لئے جو جماعت کام کرتی ہے۔ اس کے رستے سے تمام روکاٹیں دور کی جائیں۔"

(از تقریر بمقام جامع مسجد دہلی ۱۲۔ اپریل ۲۳ء مندرجہ اخبار ہمدم)

دوسری تقریر جو لاہور میں کی گئی

"قادیان کی احمدیہ جماعت کے بہتیرے مبلغین (علاقہ ارتداد میں) کام کر رہے ہیں۔ چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے امیر وفد ایک نہایت ہی

زیرک۔ فہیم۔ بُرد بار۔ مدبّر اور تبلیغ میں سالہا سال کا تجربہ رکھنے والے انسان ہیں۔ ان کا انتظام اور نظام ایسے اعلیٰ پیمانہ اور طریق پر ہے۔ کہ تمام مبلّغین بھیجنے والوں کو ان کا اتباع کرنا چاہیئے۔ اور حق یہ ہے کہ جب تک اس جماعت کے قواعد وضوابط اور ہدایات پر جو ان کو مرکز سلسلہ سے ملتی رہتی ہیں۔ سب مبلّغ کاربند نہ ہوں گے کامیابی محال ہے۔ ان احمدی مبلغین کو ہدایت ہے۔ کہ وہ اپنے افسر کی اطاعت ایسی کریں کہ اگر جان جانے کا خطرہ بھی ہو تو بھی حکم بجا لائیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اس جماعت کے سوا اور کسی فرد کی ایسی اعلیٰ تربیت نہیں۔ نہ سُنّیوں نہ شیعوں میں نہ کسی اور جماعت میں۔ بس میں سچے دل سے مشورہ دیتا ہوں۔ کہ اس **اعلیٰ نمونہ کی تقلید** سب بھائی کریں۔ اور فائدہ اٹھائیں کہ بغیر اس کے کامیابی محال ہے "

مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر میں نے آپ کے سامنے جماعت احمدیہ کا نظام اور کام پیش کیا ہے۔ ہر منصف مزاج اور دین اسلام سے محبت رکھنے والا انسان جماعت احمدیہ کے کارناموں پر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ اور اسے ایک قابلِ تقلید نمونہ سمجھتا ہے۔

یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل وکرم ہے۔ کہ جماعت نے جس کام کو شروع کیا اسی میں خدا کی نصرت سے برکت ہوئی۔ اور جماعت کا قدم آگے بڑھتا گیا چنانچہ آج جماعت کی شان وشوکت غیروں کی نظروں میں بھی قابل وقعت اور قابل توجہ ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ هُمُ الْغَالِبُوْن۔ یقیناً اللہ کا گروہ ہی غالب ہوتا ہے ؛

هُوَالَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔ **ترجمہ:۔** وہی اللہ ہے جس نے اُمّیوں میں ان میں سے ایک رسول بھیجا۔ جو ان کے سامنے خدا کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے۔ اور ان کو کتاب وحکمت سکھاتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی کھلی گمراہی میں تھے اور کچھ اور لوگوں میں بھی جو بعد میں آنے والے ہیں اور انہی میں سے ہوں گے۔ مگر ابھی تک ان سے نہیں ملے اور وہ غالب اور حکیم ہے ؛

جماعت احرار

جماعت احمدیہ کی مختصر سی تاریخ بیان کر دینے کے بعد اب میں جماعت احرار کی تاریخ کے چند اوراق بیان کر کے قارئین کرام پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں۔ کہ احرار کے معنے کیا ہیں اور احرار کون ہیں۔ اور کب سے ہیں۔ اور ان کی وجہ تسمیہ کیا ہے اور کہ ان کا کام کیا ہے۔

آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس وقت جو جماعت آپ کی مخالفت اور آپ کے مقابلہ میں کھڑی ہوئی۔ وہ بھی احرار تھے۔ کیونکہ احرار کے معنے آزاد لوگوں کے ہیں۔ چونکہ اس وقت عرب میں کوئی حکومت اور کوئی قانون نہ تھا۔ وہ لوگ روحانی حکومت بھی قبول نہ کرتے تھے۔ بس نہ کسی قانون کے پابند نہ کسی قاعدہ اور اصول کے مقلد۔ گویا ہر طرح سے احرار شتر بے مہار تھے۔ اور یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ تاریخ اپنے اوراق دہرایا کرتی ہے۔ یعنی جو لوگ کسی ایک وقت میں پیدا ہوئے ہوں۔ اُسی قسم کے لوگ آئندہ بھی کسی وقت

میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔اور اس بات پر قرآن شریف کی شہادت موجود ہے۔کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہودیوں کو وہی یہودی قرار دیتا ہے۔جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے۔یعنی جیسے یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہوئے تھے۔اُسی قسم کی صفات اور خصائل کے حامل یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی پیدا ہوئے۔جیساکہ قرآن مجید میں آتا ہے۔ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔اور جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا۔کہ ہم تم پر ایمان نہیں لاتے یہاں تک کہ خدا کو ظاہری آنکھوں سے نہ دیکھ لیں اور تم کو زلزلہ نے آگھیرا اور تم دیکھ رہے تھے۔دیکھئے ان آیات میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہودیوں کو فرماتا ہے۔کہ تم نے حضرت موسیٰ سے خدا کو سامنے دیکھنے کا مطالبہ کیا تھا۔اور تم کو زلزلہ یعنی عذاب نے آپکڑا۔اس سے یہ ظاہر کرنا مطلوب ہے۔کہ تمہارے دل صداقت کے قبول کرنے میں اُسی قسم کے سخت ہیں۔جیساکہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے لوگوں کے تھے۔اور ساتھ ہی انجام بھی بتا دیا۔کہ اگر تم اپنے موجودہ رویہ کو نہ بدلو گے تو تم پر بھی عذاب الٰہی وارد ہوگا۔قرآن مجید کے مختلف مقامات سے ثابت ہے۔کہ نیکوں اور بدوں کے بروز پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

قرآن شریف میں ایک پیشگوئی تھی۔کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور بھی بعثت ہوگی جیساکہ آیت وَاٰخرین منہم لما یلحقوا بہم وھو العزیز الحکیم میں مذکور ہے۔چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق جب آنحضرت صلعم بروزی رنگ

میں دوبارہ تشریف لائے۔ تو آپ کی اس بعثت کے ساتھ ہی بروزی رنگ میں احرار کا وجود بھی ظاہر ہو گیا۔ کسی کو یہ خیال نہ گذرے۔ کہ عرب کے لوگ تو احرار کہلا سکتے تھے کیونکہ وہاں کوئی حکومت نہ تھی۔ لیکن یہاں تو حکومت برطانیہ موجود ہے۔ پھر یہ لوگ کس طرح احرار ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ شروع سے باغیانہ خیالات ظاہر کرتے رہتے تھے موجودہ حکومت کو حکومت نہیں مانتے تھے۔ اور ہمیشہ اس بات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ کہ ہمارے نزدیک انگریزی حکومت کوئی حکومت نہیں۔ یوں تو ظاہری حکومت کے نہ ملننے کی وجہ سے آزاد تھے ہی۔ مگر اللہ تعالےٰ کی مقرر کردہ روحانی حکومت کے انکار کی وجہ سے کامل طور پر احرار بن گئے۔ اور اپنے دینی و مذہبی اعمال میں حُریّت (آزادی) دکھلانے کی وجہ سے "احرار" کے نام کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ گویا دینی۔ دنیوی و عملی طور پر کامل آزاد ہو جانے کی وجہ سے کفار عرب کے مثیل کامل بن گئے۔ تا کہ وہ پیشگوئی کہ آنحضرت صلعم بروزی رنگ میں تشریف لائے ہیں۔ بالکل ظاہر و باہر ہو جائے۔ اور سمجھنے والا سمجھ جائے۔ کہ جب احرار موجود ہیں۔ تو ضروری ہے کہ بعثتِ محمدیہ کا ظہور بھی ہوا ہو۔ کیونکہ پہلے بھی آنحضرت صلعم کے مقابل احرار کھڑے ہوئے تھے۔ اب بھی پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کیلئے احرار آنکلے ہیں۔ تا کہ بعثت ثانیہ محمدیہ میں کوئی شک شبہ نہ رہے۔ وھوالعزیزالحکیم میں اللہ تعالےٰ نے پہلے مخالفین کا انجام بھی بتا دیا تھا۔ کہ یہ محمد صلعم خدائے غالب و حکیم کی طرف سے ہے۔ جو کوئی اس کا مقابلہ کرے گا۔ خواہ وہ کتنا چالاک عیار وہشیار کیوں نہ ہو۔ خواہ کتنی ہی طاقت و قدرت کا مالک کیوں نہ ہو۔ انجام کار عزیز و حکیم خدا سے شکست کھا کر تباہ و برباد ہو جائیگا چنانچہ اُن کا یہی انجام ہوا۔

چنانچہ یہاں پھر وہی پیشگوئی موجود ہے۔ وہی بروزی رنگ میں بعثت محمدیہ اور وہی احرار ہیں۔ اور انجام قرآن شریف سے ظاہر ہے۔ پس احرار اپنی تمام طاقتوں اور فریب کاریوں سے جماعت احمدیہ کے خلاف ناخنوں تک زور لگالیں انجام کار ناکام اور تباہ و برباد ہوں گے۔ واقعات بتاتے ہیں۔ کہ انہوں نے کوئی موقعہ نہیں چھوڑا جبکہ جماعت احمدیہ کی مخالفت نہ کی۔ اور ہر طرح جھوٹ و فریب سے جماعت کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کی۔ لیکن اپنے ہر فریب اور اپنی ہر کوشش میں ناکام و نامراد رہے۔ اور آئندہ بھی اگر انہوں نے اپنے رویہ میں تبدیلی نہ کی۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ انجام کار ناکامی اور بربادی ہوگی۔ مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے۔ اور پیشگوئی اور اس کی صداقت کے شواہد پر غور کر کے فائدہ اٹھائے۔ اور اس گروہ سے جس کے متعلق ازل سے عذاب الیم مقرر ہے، دُور رہے۔ ورنہ فتمسکم النار کے ماتحت وہ بھی ظالموں کے گروہ کے ہمراہ پکڑا جائیگا۔

آپ کے سامنے احرار کی وجہ تسمیہ جو مختصراً میں نے بیان کی ہے۔ اس کی تصدیق اُن واقعات سے آپ کو ملیگی جن کی کسی قدر تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔ جس کے مطالعہ سے آپ پر روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا۔ کہ موجودہ زمانہ کے احرار واقعی بروز ہیں اُن احرار عرب کے جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر پیدا ہوئے اور جنہوں نے سرور کائناتؐ پر گندے سے گندے الزام لگائے اور شدید مخالفت کی۔ اور عرب کے ایک سرے سے دوسرے تک فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی۔ بالآخر تباہ ہوئے۔ اور سچ پوچھو تو میں یہ کہونگا۔ کہ احرار نے جو جو تحریکیں اٹھائیں باوجود لمبے چوڑے اور بلند بانگ دعاوی کے سب کی سب تباہ ہوئیں۔ اور مسلمان کو سخت نقصان پہنچایا۔

چنانچہ واقعات کی تفصیل ملاحظہ ہو:۔

تحریک خلافت

یہ وہ تحریک ہے۔ جسے زعماء احرار نے بڑے زور شور سے جاری کیا۔ خدا اور رسول کے نام اور عزت کا واسطہ دے دے کر اور یہ کہہ کہہ کر کہ خلافت منصب رسالت ہے۔ اسکی حفاظت کرنا ہر ایک مسلمان مومن کا فرض ہے۔ اس کو قائم رکھنے کے لئے جان و مال قربان کرنا سعادت ہے، برکت ہے۔ اللہ تعالےٰ خود اس کا محافظ ہے وہ اسے بچائے گا۔ لیکن اے مسلمانو تم اس میں حصہ لو تاکہ ثواب سے محروم نہ رہ جاؤ مسلمانوں کے جذبات کو اُبھارنے کی پوری پوری کوشش کی۔ اور مسلمانوں نے ان کی تقریروں سے متاثر ہو کر اپنے بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر۔ بیواؤں نے اپنی زندگی کا اندوختہ جس سے انہوں اپنے مصیبت کے ایام بسر کرنے تھے۔ ان کے الفاظ کے فریب میں پھنس کر ان کے قدموں پر ڈال دیا۔ اور ان لوگوں نے سب کچھ اکٹھا کر کے آپس میں بانٹ لیا۔ کسی نے کارخانے جاری کر لیے۔ کسی نے مکان بنا لئے۔ کسی نے سامان تعیّش جمع کر لیا۔

(ملاحظہ ہو "پولٹیکل خلیفہ" صفحہ ۱۲ و صفحہ ۱۸)

آہ! انہوں نے یہ خیال نہ کیا۔ کہ یہ پیسے تو مسلمانوں نے اپنے بلبلاتے بچوں کا پیٹ کاٹ کر اور بیواؤں نے فاقے کاٹنے منظور کر کے اور یتامیٰ نے خون نگار رکر ہمارے سامنے پیش کئے ہیں۔ تاکہ ہم ان کو اسی کام پر خرچ کریں جس کے لئے جمع کئے تھے۔ لیکن اپنی شکم پروری نے ان کو مجبور کر دیا۔ اور جو خیال بھی سامنے آیا۔ وہ چاندی کی چمک نے اپنے مقابلہ میں مدھم کر دکھایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ روپیہ انہی لوگوں نے ہضم کر لیا۔ اور خلافت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے، خلافت اڑ گئی۔ خلیفہ نظر بند ہو گیا۔

یہ ان کی پہلی ناکامی و نامرادی تھی۔ جو نہایت ہی افسوسناک انجام کے ساتھ رونما ہوئی۔

تحریک عدم تعاون

جب تحریک خلافت کے معاملہ میں ان کی خیانتِ مجرمانہ نے اِن کو دنیا کی نظروں میں ذلیل کر دیا۔ ظاہری اور باطنی رنگ میں ذلّت و خسارہ پلّے پڑا، چاروں طرف سے لعنت و ملامت کی مار پڑنے لگی۔ تو انھوں نے اس لعنت و ملامت سے بچنے کے لئے جھٹ ایک اور فریب سوچا۔ مسلمان آہ! بقول "سیاست" پنجاب کا بھولا مسلمان جو خدا و رسول کے نام پر سب کچھ قربان کر دینے کو ہر وقت تیار رہتا ہے۔ اور جذبات کی رَو میں بلا سوچے سمجھے اور انجام پر غور کئے بغیر دوڑ پڑتا ہے۔ ان کے پھندے میں پھر پھنس گیا۔ یعنی حکومت پر اثر ڈالنے کے لئے تا کہ حکومت مرعوب ہو کر کچھ نذرانہ پیش کرے۔ ان لوگوں نے ایک اور تحریک جاری کر دی۔ جس کا ہنگامہ تحریک ُعدم تعاون ُکے نام سے برپا کیا گیا۔

چنانچہ ان لوگوں نے اعلان کیا۔ کہ اس حکومت کی ملازمت حرام، کالجوں اور سکولوں میں تعلیم پانا حرام، حکومت کا عطا کردہ خطاب و اعزاز رکھنا حرام۔ کونسل کی ممبری حرام ہے۔ اس تحریک پر مسلمانوں کو آمادۂ کار کرنے کیلئے لمبی چوڑی تقریریں کی گئیں۔ فتاویٰ شائع کئے گئے۔ اور سادہ طبع مسلمان پھر ان کے لفظوں میں پھنس گیا۔ چنانچہ مسلمانوں نے خطابات واپس کر دئے۔ ملازمتیں ترک کر دیں۔ کالج اور سکول چھوڑ دئے۔ اور لوگ بے روزگار۔ تہیدست، مفلس، نان شبینہ کے محتاج ہو گئے۔ کئی مسلمان جو معزز عہدوں پر فائز اور کافی تنخواہ پاتے تھے۔ جس سے اپنے کُنبہ کے علاوہ دیگر

یتامی اور بیوگان کی بھی اعانت کرتے تھے، عدم تعاون کے نتیجہ میں دوسروں کی مدد کے محتاج ہو گئے۔ وہ معزز لوگ جن کے ماتحت کئی کلرک اور چپڑاسی ہوتے تھے ملازمت چھوڑ کر اب مجبور ہو گئے ہیں کہ بھوسہ یا لکڑی کا ٹال جاری کریں۔ بعض نے آٹا دال وغیرہ پرچون کی دکان کھولی۔ تاکہ پیٹ پال سکیں۔ کالج اور سکول سے نکلے ہوئے طالب علم اب کوئی شغل نہ پا کر طرح طرح کے خیالات میں مبتلا ہو گئے۔ غلط رہنمائی سے ناتجربہ کار مختلف لوگوں کے بہکانے میں آ کر باغیانہ تحاریک میں حصہ لے بیٹھے۔ بعض قید ہوئے۔ بعض پھانسی کے تختہ پر لٹک گئے۔ آہ! بہت سے گھر بے چراغ اور سنسان ہو گئے۔ وہ مائیں جو یہ امیدیں لگائے بیٹھی تھیں۔ کہ آئندہ سال میں امتحان پاس کر کے میرا لخت جگر کوئی ڈگری حاصل کرے گا۔ اور ایک شاندار ملازمت اس کو مل جائیگی۔ ہماری راحت و خدمت کا ذریعہ بنے گا۔ اب اُن ماؤں کی آنکھوں میں دنیا تاریک تھی۔

غرض کالج و سکول کے بائیکاٹ اور ملازمتوں کے ترک کرنے سے قوم۔ علم اور حکومت کے پہلو میں پیچھے رہ گئی۔ اُن کی اسامیاں ہندوؤں نے پُر کر لیں۔ مسلمانوں کی علمی اور سیاسی طاقت خاک میں مل گئی۔ وہ لوگ جنھوں نے ملازمت ترک کی تھی۔ حکومت کے نزدیک باغی تھے، دوبارہ ملازمت میں لئے جانے کے لائق نہ رہے۔ مسلمان نوجوان سکول اور کالج چھوڑ چکے تھے۔ اس لئے کئی سال تک قوم ملازمت کی شرائط کو پورا کرنے کے لائق نہ رہی۔ جس سے قوم پر ایک عرصہ کے لئے تنزل کی بلا سوار ہو گئی۔ حکومت اور تعلیم میں ہندو عُنصر بڑھ گیا۔ مسلمانوں کے لئے جس قدر ملازمتیں گورنمنٹ نے مخصوص کی تھیں۔ اس تعداد کے لحاظ سے بھی مسلمانوں کا عنصر محکموں میں کم رہ گیا۔ جب کوئی مسلمان کسی محکمہ میں ملازمت کیلئے عرضی دیتا۔

ہندو عنصر اسے رد کر دیتا، اور اس اسامی پر ہندو کو مقرر کر دیتا ہے۔ اور گورنمنٹ سے کہدیا جاتا۔ کہ کوئی لائق مسلمان نہیں ملتا، جو اسامی کی شرائط کے مطابق تعلیم رکھتا ہو۔ غرض ہر لحاظ سے قوم کی حالت قابل رحم اور ابتر ہو گئی۔ خدا نے پھر دن بدلے۔ یعنی سر فضل حسین صاحب وزیر ہوئے۔ انہوں نے مسلمانوں کے غصب شدہ حقوق پھر واپس دلائے۔ یہاں تک کہ ان کی معقولیت اور انصاف پسندی کو گاندھی جی نے تسلیم کر لیا۔ لیکن ہندو جو مدت سے مسلمانوں کے حقوق غصب کئے ہوئے تھے، برافروختہ ہوئے۔ سر موصوف کے خلاف شور مچایا۔ جہاں کہیں وہ دورہ پر تشریف لے گئے، سیاہ جھنڈیوں سے اُن کا استقبال کیا گیا۔

رنجدہ تو یہ بات ہے۔ کہ یہی ٹولہ احرار اس وقت ہندوؤں کے ساتھ تھا۔ اور سر موصوف کے خلاف ہر کارروائی میں پیش پیش رہا جس سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے ضرور ہندو قوم سے کچھ وصول کیا ہو گا۔ کیونکہ ہندوؤں کی اس وقت یہ پالیسی تھی۔ کہ مسلمانوں کی طاقت کو جائداد کے لحاظ سے کمزور کیا جائے۔ اور گورنمنٹ کی محکموں میں سے مسلمانوں کو نکالا جائے۔ اور ہندو عُنصر زیادہ کیا جائے۔ اس لئے یہ خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ انہوں نے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ایسے اشخاص خرید لئے ہوں۔ جو مسلمانوں کے دلوں پر اثر ڈالیں۔ کہ سر موصوف بے انصاف ہیں اور ہندو شور مچانے میں حق بجانب ہیں۔ تاکہ جب ہندو اور مسلمان مل کر اُن کے خلاف شور مچائینگے۔ تو سر فضل حسین صاحب اپنی قوم سے دل شکستہ ہو کر اور اُن کے شور و شر سے ڈر کر دب جائیں گے۔ اور ہندو اپنے اپنے عہدوں کو دبا کر بیٹھے رہیں گے۔ یہ تھی ہندوؤں کی پالیسی۔ اور احرار کا ہندوؤں کے ہاتھوں بک جانا اور مسلمانوں کے مفاد کو بیچ دینا

کوئی تعجب کی بات نہیں - نہرو رپورٹ جو مسلمانوں کے لئے نقصان رساں تھی جس کے خلاف تمام مسلمانوں نے متفقہ طور پر آواز اٹھائی - لیکن احرار نے اس پر بھی دستخط کر دئے - اگرچہ تمام مسلمان شور مچاتے رہے - کہ موجودہ کانگرس ہندو مہا سبھا ہے - مسلمانوں کو اس میں شامل نہیں ہونا چاہیئے - لیکن احرار کانگرس میں شامل رہے - اور ہر طرح سے مسلمانوں کو کانگرس کی طرف کھینچتے رہے - کیونکہ کانگرس سے اپنے وظائف پاتے تھے -

میں نے جو یہ کہا ہے کہ ہندوؤں کی یہ بھی پالیسی تھی - کہ سرکار کے ساتھ مل کر حکومت کے اداروں میں ہندوؤں کی کثرت پیدا کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جائے - یہ کوئی خیالی بات نہیں بلکہ یہ ہندو لیڈروں کا شائع شدہ پروگرام ہے - چنانچہ بھائی پرمانند ایم - اے لکھتے ہیں :-

"ہندو سرکاری مہربانی حاصل کرنے کی جدوجہد کریں - اور کچھ سرکاری عہدے اپنے ہاتھ میں رکھیں - اور سرکار کے ساتھ مل کر پہلے مسلمانوں کو کمزور کریں - اور ہندوؤں کی طاقت بڑھا لیں - جب اس طرح طاقت بڑھ جائے گی - تو پھر سوراج حاصل کرنے کے لئے کوشش کی جا سکتی ہے -" (ہندو سنگٹھن اور آریہ سماج صفحہ ۱۵)

آپ سے یہ مخفی نہیں کہ کانگرسیوں کی مسلم کش پالیسی اور نہرو رپورٹ کی حمایت میں جو جو کارروائیاں احرار نے کیں - وہ ایسی نہیں کہ جلدی بھلائی جا سکیں آپ کو یاد ہو گا - کہ کلکتہ میں ان میں سے بعض لوگوں نے عین مجلس میں نہرو رپورٹ کے متعلق تبادلہ خیالات کرتے ہوئے چھریاں چلا دیں - اور اس طرح فریق مقابل کو مرعوب

کرنے کی کوشش کی۔ اور جب مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم اس کے بعد لاہور تشریف لائے۔ تو ان احراریوں نے ان کا سیاہ جھنڈیوں کے ساتھ استقبال کرتے ہوئے گو بیک کے نعرے لگائے۔ یہاں تک یہ دشمنان ملت کانگرس اور نہرو رپورٹ کی تائید میں پیش پیش تھے

ہندو قوم کا یہ پروگرام کہ حکومت کے اداروں میں ہندوؤں کی طاقت بڑھا کر مسلمانوں کو کمزور کر دیں۔ اس میں احرار کا اُن کے ہمنوا ہونا اور سر فضل حسین صاحب کے خلاف ہندوؤں کے ساتھ مل جانا اور کچھ لے دیکر سمجھوتہ کر لینا حیرانی کی بات نہیں۔ کیونکہ ان دنوں احرار کانگرس کے تنخواہ دار ملازم تھے۔ غرض تحریک عدم تعاون کا انجام مسلمانوں کی تباہی اور بربادی ہوا۔

تحریک ہجرت جب ان کی جاری کردہ تحریک عدم تعاون سے مسلمانوں کو نقصان پہنچا۔ تو مسلمان ان کے گلے کا ہار ہو گئے۔ اور احرار کو مسلمانوں کے درمیان زندگی گذارنا دوبھر ہو گئی۔ تو انہوں نے خیال کیا۔ کہ اب چاروں طرف سے مسلمان لعنت و ملامت کی بوچھاڑ کر رہے ہیں۔ اور زندگی تلخ ہو گئی ہے۔ کیا تدبیر کریں۔ آخر یہ سوجھی۔ کہ مسلمانوں کو ہی یہاں سے نکالیں۔ نہ ہوگا بانس نہ بجے گی بانسری۔ چنانچہ تحریک ہجرت کے نام سے مسلمانوں میں مذہبی جذبات کا ایک نیا سحر پھونکا۔ اور اپنی جادو بیانی سے مسلمان کو مسحور کیا۔

عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے لاہور۔ امرتسر اور دیگر شہروں میں، اور اس کے ہمراہیوں نے مختلف مقامات پر مسلمانوں کو کہا۔ کہ یہ ہندوستان دار الحرب ہے۔ اس حکومت نے تمہاری خلافت کے معاملہ میں مدد نہیں کی۔ مسلمان کو ایسی حکومت کے

زیر سایہ رہنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ جو کوئی اس حکومت کو چھوڑ کر ہجرت کرے گا۔ وہ مہاجر ہوگا۔ اور خدا اور رسول کے دربار میں وہ درجہ پائے گا۔ جو مسلمان مہاجروں کو ملا تھا۔ اے لوگو ایک دل میں دو محبتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ خدا سے محبت رکھو یا اپنی جائدادوں سے۔ پس اگر ایمان کی ضرورت ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت چاہتے ہو۔ تو اپنی جائدادوں سے مُنہ موڑ کر ہجرت کر جاؤ۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایک طرف تو یوں جذبات کو اُبھارا۔ اور دوسری طرف یہ تسلی دی کہ مہاجرین کے لئے افغانستان وغیرہ اسلامی ممالک میں ہر طرح کا انتظام کیا گیا ہے۔ چنانچہ مسلمان آہ دل کا نیک، ضمیر کا صاف لیکن بھولا اور عاقبت نااندیش مسلمان ان کے پہلے سیاہ کارنامہ کو بھول جاتا ہے۔ اور نہیں خیال کرتا۔ کہ انہوں نے کس طرح سے خلافت کی حفاظت کا سوال اٹھا کر مسلمانوں کا خون چُوسا۔ اور عدم تعاون کی تحریک سے مسلمان بچوں کی تعلیم کو نقصان کو پہنچایا اور ملازمتیں ترک کروا کر بے روزگار کر دیا۔ جذبات کے مشتعل ہو جانے سے بے بس ہو کر ہجرت کی رَو میں بَہہ پڑتا ہے۔

ہجرت کرنے کے لئے قافلے تیار ہونے لگے۔ مسلمانوں نے جوش میں آکر اپنی ہزاروں کی جائداد کوڑیوں کے مول ہندوؤں کے ہاتھوں بیچ ڈالی۔ ہندوؤں نے مہاتما تلک کی اس وصیت کے مطابق جو ڈاکٹر وارثی صاحب نے (جو تلک کے کیمپ پر متعین تھے) خواجہ حسن نظامی کے پاس بیان کی۔ کہ تلک نے اپنی موت کے وقت اپنے ایک ہندو دوست کے ذریعہ مہاتما گاندھی کو یہ پیغام بھیجا تھا۔ کہ "گاندھی جی میری طرح ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں کہ جس طرح ہو سکے۔ ہندوستان کی سب جائدادیں ہندوؤں کے قبضہ میں آجائیں۔ پھر صرف ایک حکومت کا مسئلہ باقی رہ جائے گا۔

جس کا حل بالکل آسان ہوگا۔ مقدم بات یہ ہے کہ ملکیت ہندو قوم کی ہو جائے" ہندوؤں نے مسلمانوں کی جائدادوں اور املاک کو قبضہ میں لانے کے لئے ہجرت کے موقعہ کو غنیمت جانا۔ ادھر دیوانہ مسلمان مذہبی جوش میں سونے کو راکھ بناتا گیا۔ احرار نے اپنی نفس پروری کو ضروری سمجھا اور قوم کی تباہی و بربادی کا قطعاً خیال نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قوم کی لاکھوں روپیہ کی جائداد کوڑیوں کے دام غیروں کے قبضہ میں چلی گئی۔ ہزاروں مسلمان بے خانماں ہوگئے۔ گھر کا سامان اور آباؤ اجداد کی جائداد بیچ کر جو ہاتھ آیا ساتھ لے کر یہ عاقبت نااندیش مسلمان رختِ ہجرت باندھ کر چل پڑا۔

قافلے ہندوستان سے باہر افغانستان کی طرف روانہ ہوگئے۔ مگر بے چاروں کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا۔ نہ زبان سے واقف نہ علاقہ کے خطرناک مقامات سے آشنا سرحد کے وہ لوگ جو وحشی طبع تھے ایسے مسافروں پر حملہ آور ہوئے۔ اور جو کچھ ان کے پاس تھا چھین لیا۔ یہاں تک کہ بعض کے کپڑے تک اتار لئے اور بعض کی بیبیاں و بچے اٹھا کر لے گئے۔ جنگلوں میں خراب خستہ حال سرگرداں و پریشان پھرتے رہے۔ جب دیکھا کہ کوئی مونس و غمخوار نہیں بنتا۔ کوئی ٹھکانہ نہیں ملتا اور زندگی بھی اب خطرہ میں ہے۔ تو واپسی کا خیال آیا۔ اگرچہ دل میں خیال آتا تھا کہ واپس جانے پر لوگوں کی طرف سے ندامت و خجالت اٹھانا پڑے گی۔ کہ ہجرت کر کے گئے اور پھر واپس لوٹ آئے لیکن مرتا کیا نہ کرتا۔ بے چارے شرمسار اور آزردہ خاطر و مصیبت زدہ تمام قسم کے نقصانات کا زخم دل پر لئے ہوئے واپس پھرے۔

آہ! ان دنوں جو مصائب و مشکلات مہاجرین نے آکر بیان کیں اور جو حالات اخبارات میں شائع ہوتے رہے۔ ان کو سن کر ایک پتھر دل انسان کے بھی آنسو جاری

ہو جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ کس نے کیا؟ صاحب جائداد مسلمانوں کو بے خانماں اور مفلس کس نے بنایا؟ آرام سے اپنے گھر بیٹھنے والوں کو بے گھر کس نے کیا؟ بچوں کو ماں سے، بیوی کو خاوند سے کس نے جدا کر دیا؟ بے چارے مسلمانوں کو جنگل کے درندوں کا شکار کس نے بنایا؟ کاروبار اور تجارت کرنے والے مسلمانوں کو جنگل و صحرا کی مشکلات و مصائب میں کس نے پھنسایا؟ اس کا ایک ہی جواب ہے کہ

احرار نے!

چونکہ لوگوں نے خلافت کے روپیہ کے کھا جانے کی وجہ سے ان لوگوں پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی اور ہر طرف سے ان کو شرمندہ کیا جاتا تھا۔ بجائے اپنے اس جرم کی قوم سے معافی مانگنے کے قوم کے خیالات اور جذبات کو اپنی جادو بیانی اور فریب دہی سے دوسری طرف لگا دیا۔ اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ اور میرا یہ کہنا کہ ہجرت کروانے سے ان کا مقصود دراصل لوگوں سے نجات حاصل کرنا تھا۔ واقعات سے ثابت ہے کہ ان زعماء میں سے خود کسی ایک نے بھی ہجرت نہ کی۔ اور اپنے گھروں میں بیٹھے حلوے مانڈے بٹیر تیتر کھاتے رہے۔ خلافت کے روپے سے عیش اڑاتے رہے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری جس کی تقریر کے الفاظ آج تک میرے دماغ میں محفوظ ہیں۔ جو اپنی جادو بیانی سے ہجرت کو رسول کی شفاعت کا واحد ذریعہ بتا رہا تھا۔ اپنی آرام گاہ میں استراحت فرماتا رہا۔ اُدھر مسلمان جنگلوں میں فاقوں سے سُوکھ سُوکھ کر کانٹا ہو رہے تھے۔ ادھر یہ لوگ اپنی آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ مزے سے مرغن کھانے اور پھلوں کے ٹوکرے کھا کر موٹے تازے ہوتے جا رہے تھے۔ اور

اب اس گروہ کو ہر طرح سے امن نصیب ہو گیا۔ لیکن ایسی فریب کی راحت چندروزہ ہوتی ہے۔ لوگ واپس آنے شروع ہو گئے۔ انھوں نے جب دیکھا۔ کہ یہ خدا رسول کی محبت اور فدائیت کا دعویٰ کرنے والے لوگ آرام سے اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں۔ تو اُن کا دل جل گیا۔ لیکن کیا کر سکتے تھے۔ چپکے ہو رہے۔ بے چارے مصیبت زدہ، غمگین پریشان۔ دل ڈوبے ہوئے۔ آنکھوں میں آنسو۔ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ اُن کے دردناک حالات کا مختصر نقشہ دکھانے کے لئے صرف ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ ورنہ ایسے دردانگیز واقعات اس قدر ہیں کہ آپ کے سامنے آجائیں۔ تو یقیناً آپ کی طبیعت کئی دن تک غمگین اور اندوہناک رہے

" جلال آباد (سرحد کا علاقہ) سے مسافرین کے دو گروہ ہوئے۔ ایک گروہ سیدھا سڑک پر درہ خیبر کو گیا۔ دوسرا گروہ حاجی ترمزئی کی طرف گیا۔ اُن سے (ڈاکوؤں نے) سب کچھ چھین لیا گیا۔ روپیہ، پیسہ، کپڑے بسترے صاف کر دیئے گئے۔ نوجوان اور خوبصورت عورتیں جو تھیں ان کو پٹھان جبراً لے اُڑے۔ چند آدمیوں کو قتل اور چند کو زخمی کر گئے جھمند (قبیلہ) پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے مسافر نیچے تھے۔ اُن کو اوپر سے گولیاں ماریں پھر نیچے آکر تلاشی لے کر سب کچھ لے گئے۔ یوسف زئی کے علاقہ کا ایک شخص تھا۔ اس کا کل سامان نقدی پوشاک اس کی اہلیہ اور دیگر اطفال کا سب کچھ چھوڑ کے گئے۔ صبح کو روٹی کا محتاج تھا۔ نہایت شریف اور خاندانی آدمی تھا۔ اب محتاج اور افسردہ مفلس ہو گیا تھا۔

. . . . . . ہزارہا عورتیں پاپیادہ آہ وفغاں کرتی ہوئی مسافت

لے کرتی تھیں۔ ہزارہا وضع حمل ہوئے "۔

(پیسہ اخبار ۲۹۔ ستمبر ۱۹۲۰ء)

آہ! تحریک ہجرت کے نتیجہ میں مسلمان قوم پر جو تباہی جائداد و مال، عزت و آبرو اور جانوں کے نقصان کے لحاظ سے آئی اس کا یہ ہزارواں حصہ ہے۔ ورنہ بہت ہی دردناک واقعات ہیں۔ جن کے زخم آج تک مسلمانوں کے دلوں میں ناسور ہو کر بہہ رہے ہیں۔ ع " دکھ درد کے ہیں جھگڑے غم کی کتھا یہی ہے "

غرض انجام یہ ہوا کہ ان کی اس تحریک اور چالبازی سے قوم تباہ ہو گئی۔ اور یہ آرام سے گھروں میں بیٹھے تماشا دیکھتے رہے ؛

کانگرس

احرار کانگرس کے رُوحِ رواں تھے۔ اس کانگرس کے جس میں مہا سبھائی شامل تھے۔ جن مہا سبھائیوں کا پروگرام ہر طرح سے مسلمانوں کو برباد کرنا تھا۔ جنہوں نے طرح طرح کی تحریکیں جاری کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ فی الحال ایک تحریک **اچھوت ادھار** کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ تحریک بھی ہندوؤں نے محض اپنی طاقت اور تعداد بڑھا کر مسلمانوں کو کمزور کر کے نقصان پہنچانے کے لئے کی تھی۔ سُنئے! مسٹر کیلکر فرماتے ہیں :-

"تو دغرضی کے خیال سے بھی یہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اچھوت ادھار کے کام کو اپنے ہاتھ میں لے کر اچھوتوں کو جلد از جلد اپنے اندر ملا لیں۔ چونکہ موجودہ دور حکومت میں **تعداد** ہی ایسی چیز ہے۔ جس پر حکومت میں نمائندگی کا دارومدار ہے "۔ (ملاپ ۲۲۔ جنوری ۱۹۲۶ء)

چنانچہ جمعیۃ العلماء کو اقرار کرنا پڑا۔ کہ :-

"اچھوت ادھار کے بظاہر معصوم کام کا مدعا یہ قرار دیا ہے۔ کہ اچھوت قوموں کو منظم کر کے مسلمانوں کے مقابلہ میں استعمال کیا جائے۔"

(الجمعیتہ ۱۸ ۔ جنوری ۱۹۲۶ء)

اور بھی بہت سے حوالہ جات ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اچھوتوں کو مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے غلط اور جھوٹا پراپیگنڈا کر کے ابھارا گیا۔ مسلمانوں سے بائیکاٹ کرنے کی تلقین کی گئی۔ میرا مدعا اس جگہ اس بیان سے یہ ہے کہ اچھوت اُدھار کی تحریک جو سراسر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے تھی کانگریس نے اور کانگریسی لیڈروں نے اس میں خوب حصہ لیا۔ چنانچہ اچھوت ادھار کو مہاتما گاندھی نے اپنے پروگرام کا اول ترین حصہ بنا کے چھوڑا۔ دیکھو بیان لالہ شردھا نند پرتاپ یکم فروری ۱۹۲۳ء:-

"میں نے دہلی میں ایک دلت ادھار سبھا کھولی۔ لالہ لاجپت رائے جی نے اس کے کوش (خزانہ) میں مبلغ پان صد روپے دئے۔ اور مجھے رائے دی۔ کہ مہاتما جی کی وساطت سے ایک بڑی رقم کانگرس کی کارکن کمیٹی سے مانگوں۔ میں نے ایسا کیا بھی۔"

لالہ لاجپت رائے قومی لیڈر سمجھے جاتے تھے۔ لیکن وہ ایسی تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کو نقصان پہنچے۔ پھر گاندھی جی بھی اس تحریک کو اپنے پروگرام کا اولین حصہ قرار دیتے ہیں۔ پھر بھی یہ محب وطن بے تعصب قومی لیڈر بنے رہتے ہیں۔ سنئے۔ جب مسلمانوں نے اچھوتوں کو اسلام کی دعوت دی تو ہندوؤں کو خطرہ ہوا۔ کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ گاندھی جی سے ذکر کیا گیا کہ مسلمان ایسا کر رہے ہیں۔ "مہاتما جی کو یہ سن کر بہت دکھ ہوا۔ اور کہنے لگے کہ مجھے تو

اس کا پتہ تک نہیں۔ آپ کی غلطی ہے جو اب تک خاموش رہے۔ یہ بہت بُرا ہوا۔ کم از کم مجھے اس کی اطلاع ملنی چاہیئے تھی۔ اچھوت اُدھار کا کام صرف ہندوؤں کا ہے۔"
(پرتاپ ۲۰۔ دسمبر ۱۹۲۴ء) یہی تمام ہندو لیڈر جو کانگرس میں کام کرتے تھے ہندو سنگٹھن جو مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے جاری کیا گیا اس کے لیڈر تھے۔ در اصل کانگرس میں تمام لوگوں سے سیاسی نام پر چندہ لیا جاتا اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے خلاف استعمال کیا جاتا تھا۔ اور یہ احرار اس کانگرس میں جس کا پروگرام ملک کا روپیہ اکٹھا کر کے مسلمانوں کو تباہ کرنا تھا شامل رہے۔ مسلمانوں نے ہزار کانگرس سے بیزاری کا اظہار کیا۔ لیکن ان کو چونکہ کانگرس سے پیسے ملتے تھے۔ انہوں نے کانگرس کو نہ چھوڑا۔ اور اب جبکہ کانگرس کمزور ہو چکی ہے۔ اُسے دوبارہ مضبوط کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ احرار بھی مسلمانوں کو اپنے پیچھے لگا کر اس میں شامل کرنے کی سکیم تیار کر رہے ہیں۔ اپنی تقریروں میں کانگرس کی تعریف کر جاتے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کے دلوں پر کانگرس کے متعلق جو بُرا اثر پڑ چکا ہے زائل ہو جائے

پکٹنگ

کانگرس کے دنوں میں ایک اور تحریک پکٹنگ کے نام سے جاری کی گئی جس کا پروگرام شراب خانوں اور بدیشی مال کی دکانوں پر پکٹنگ لگانا تھا۔ تاکہ خریدار سودا نہ کر سکیں۔ اس تحریک میں بھی احرار نے روپیہ کمایا۔ چنانچہ احرار پارٹی کے ایک کانگرسی لیڈر نے جو اپنی رطب اللسانی کے باعث طوطی ہند کہے جاتے تھے۔ مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دن لاہور میں پکٹنگ لگانے کی تجویز پاس ہو چکی۔ لیکن مجھے کسی طرف سے پانچ سو روپیہ اس لئے ملا۔ کہ میں پکٹنگ کو روک دوں۔ میں نے اگلے دن پکٹنگ لگانے کی سکیم ملتوی کر کے اور پروگرام پیش کر دیا۔ اور

گڑبڑ پڑ گئی۔ ممکن ہے کہ کسی کے دل میں خیال گذرے۔ کہ یہ جھوٹ کہا گیا ہے۔ لیکن میں اس کے لئے مؤکد بعذاب قسم کھانے کو تیار ہوں۔ اور جب یہ تحریر اُن تک پہنچیگی تو وُہ خود سمجھ جائیں۔ دوسری مثال ایک مولانا مولوی صاحب کی ہے جو احرار کے ستوُن ہیں۔ اپنے علاقہ میں انہوں نے شراب خانے پر پکٹنگ لگانے کا اعلان کیا۔ رات کو شراب خانے کے ٹھیکیدار نے تین صد روپیہ نقد لاکر مولانا کے قدموں پر ڈال دیا اور عرض کیا کہ یہ حضور کی نذر ہے۔ مجھے روٹی کمانے دیں۔ پکٹنگ نہ لگائی جائے۔ مولانا نے اگلے دن رضا کاروں سے کہا۔ کہ یہاں پکٹنگ لگانے سے کیا فائدہ۔ امرتسر چل کر پکٹنگ لگائیں گے جہاں سے شراب بن کر آتی ہے۔ یہ بات مجھ سے اُس کارکن نے بیان کی ہے۔ جس نے کانگرس میں بھرتی ہو کر اپنی دکان چھوڑ کر قید کاٹی۔ اور مولانا کے ساتھ اس رات دعوت کھا رہا تھا۔ میں اس کے لئے اگر وہ کارکن اب انکار کرے مؤکد بعذاب حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔ اور بالمقابل مولانا کو بھی قسم اٹھانا ہوگی۔ کہ میں نے روپیہ نہیں لیا۔

نامعلوم اور کتنے بزازوں اور شراب کے ٹھیکیداروں سے روپیہ اینٹھا ہوگا۔ گویا ان کا مقصدِ وحید کسی تحریک میں شامل ہونے سے روپیہ کمانا تھا۔ خواہ قوم تباہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ چنانچہ ہندوستان کے دکانداروں کے کروڑوں روپوں کا مال گھر میں پڑا ہوا تباہ ہوگیا۔ اس وقت کے ٹوٹے ہوئے دکاندار آج تک تاب نہیں لا سکے۔ لیکن ان پیٹ کے بندوں کو کسی غریب کے مرنے سے کیا۔ اپنا فائدہ اٹھانے کی ضرورت تھی چونکہ اس تحریک میں بھی بے ایمانی اور زرطلبی تھی آخر یہ بھی کانگرس کے ساتھ ہی مرگئی :۔

غرض اس قسم کی تمام تحریکوں سے ان کی غرض روپیہ کمانا اور مسلمانوں کو تباہ و برباد

کرنا تھی۔ چنانچہ اس کے متعلق جناب سیّد صاحب سیاست ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء
میں واقعات کو یوں پیش کرتے ہیں :۔

"جماعت احرار پر تبصرہ

۱۔ یہ جماعت احرار وہی جماعت ہے۔ جو کبھی خلافت کمیٹی کے نام سے مشہور تھی۔ اس حیثیت سے اس جماعت نے تحریک ہجرت شروع کی۔ خود مزے سے گھروں میں بیٹھے رہے۔ ان کے مال و عیال میں اضافہ ہوتا رہا۔ لیکن ان کی تحریک پر لاکھوں مسلمان گھر بار چھوڑ کر ہجرت کر کے چلے گئے۔ ان (مسلمانوں) پر جو مصیبت پڑی۔ اُس کی داستان اس قدر زہرہ گداز ہے کہ الامان!

۲۔ ان لوگوں نے بلدیہ لاہور اور دیگر بلدیات پنجاب کے انتخاب میں حصہ لیا۔ اور ایسے ارکان منتخب کئے۔ جن سے مسلمانوں کو نقصان پہنچا اب بھی تو احرار اسی کوشش میں ہیں۔ کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق آدمی کونسل میں بھیجیں۔ جو ان کو ان کا حلوہ مانڈہ دیتا رہے۔ چنانچہ آج کل جتنی کانفرنسیں منعقد کی رہی ہیں۔ ان پر بہت سا روپیہ ان لوگوں کی طرف سے ہوتا ہے۔ جن لوگوں نے کونسل کے انتخاب یا میونسپل کمیٹی میں حصہ لینا ہوتا ہے۔ وہ احرار کی جیب پُر کر دیتے ہیں اور احرار مذہبی کانفرنس کے نام سے مسلمانوں کو دھوکا دیکر چندہ اکٹھا کر لیتے ہیں۔ دونوں ہاتھ الگ الگ لوگوں کی دونوں جیبوں میں ہیں۔ لیکن اب لوگوں پر بھی یہ حقیقت واضح ہوتی جا رہی ہے۔ ناقل)

۳۔ ان لوگوں نے صدہا مسلمان طالب علموں کو بہکایا اور اُن کو تعلیم سے باز رہنے

کا مشورہ دیا۔ وہ آج تک تباہ و برباد پھر رہے ہیں۔

۴۔ ہزارہا مسلمان سرکاری ملازموں سے ملازمت چھڑوا کر انہیں تباہ کیا۔

۵۔ ان لوگوں نے میکلیگن کالج لاہور میں ہڑتال کروائی۔

۶۔ ان لوگوں نے مفاد ملت سے غداری کرکے نہرو رپورٹ پر دستخط کردئے۔

۷۔ ان لوگوں نے کشمیر کی تحریک میں غلط راستہ اختیار کرکے ہزارہا مسلمانوں کو برباد کیا۔

۸۔ ان لوگوں نے الور کے مسلمانوں کو لوٹ لیا۔

۹۔ ان لوگوں نے کپورتھلہ کے مسلمانوں کی بربادی کے لئے ہر ممکن کوشش کی (چنانچہ مسلمان ملازمت سے الگ کروادئے۔ ناقل)

۱۰۔ ان لوگوں نے جیند کے مسلمانوں کی مدد سے انکار کردیا۔ اس لئے کہ وہ ان کو روپیہ نہ دے سکے۔

۱۱۔ یہ لوگ انتخاب میں اتحاد ملت کو قربان کر رہے ہیں۔

پس ان کا مسلمانوں کی کسی تحریک میں جو ہندوؤں کے خلاف ہو حصہ لینا صرف انہی حالات کے ماتحت ہوتا ہے جن میں کچھ ہندوؤں سے ملنے کی امید ہو کہ وہ ڈر کر دیدیں گے۔ اور مسلمان ہمدرد سمجھ کر جو ان کے پاس ہو۔ ان کی نذر کردیں ورنہ مباہات کے سوا کوئی اور مقصد ان کے مدنظر نہیں۔ "نہ مذہب سے تعلق نہ ملت سے کام" ہے مقصد فقط مبلغ علیہ السلام۔

کشمیر ایجی ٹیشن

مسلمانان کشمیر کے حقوق کا سوال پیدا ہوگیا۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے نہایت تدبر اور دانائی سے کام شروع کیا۔ احرار نے سوچا۔ کہ یہ تحریک مہاراجہ کشمیر کے خلاف ہے اور یہ موٹی اسامی ہے اس کو مرعوب

کرکے معقول رقم ہتیالیں گے، جھٹ کشمیر ایجی ٹیشن میں آ کودے۔ دُھواں دھار تقاریر شروع ہوئیں۔ کشمیر کے پینتیس[۳۵] لاکھ مسلمانوں کو بچانے کے دردناک راگ الاپے گئے۔ چندوں کے لئے اپیل پر اپیل شائع ہونے لگی۔ بقول احرار سات لاکھ روپیہ اکٹھا ہوا۔ کشمیر ایجی ٹیشن دفتر امرتسر سے جب لوگوں نے حساب کتاب مانگا۔ تو دفتر اٹھا کر لاہور لے گئے۔ دس ہزار سے زاید روپیہ سیالکوٹ کے دفتر میں بطور چندہ آیا۔ اس کا کوئی حساب نہ دیا گیا۔ چنانچہ اخبار سیاست ۱۶۔ اپریل ۱۹۳۲ء نے یہ تحریک کی۔ کہ یہ روپیہ ان لوگوں کے بچوں اور بوڑھے والدین میں بانٹ دیا جائے۔ جو کشمیر ایجی ٹیشن میں لقمۂ موت یا زخمی ہو چکے ہیں۔ لیکن احرار نے ایک نہ سُنی۔ کسی کو ایک دھیلہ تک نہ دیا اور سب ہضم کر گئے۔ جب روپیہ آنا بند ہو گیا۔ تو احرار نے یہ تحریک بھی بند کر دی۔ اور اسطرح سے کشمیر کے مظلوم مسلمان احرار کے لئے جلب منفعت کا بہانہ بنائے گئے ؛

بہاولپور سے مسلمانوں کا ایک وفد احرار کی خدمت میں پہنچا۔ کہ وہ کشمیر ایجی ٹیشن کی آمد و خرچ کا حساب و کتاب دکھائیں۔ لیکن احرار نے کوئی حساب و کتاب نہ دکھایا۔ اور وہ رنجیدہ خاطر واپس چلا گیا۔ دکھاتے کہاں سے وہ تو اِن کے پیٹ میں جا چکا تھا۔ اس سے تو مکانات اور کوٹھیاں بن رہی تھیں۔ مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بنوایا، قید و بند میں ڈالا، کشمیری مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔ یہاں تک کہ کشمیری مسلمانوں نے دوہائی دی، کہ احرار نے ہمیں ذبح کر ڈالا، یہ ہمارے معاملہ میں دخل نہ دیں۔ تب یہ لوگ وہاں سے نکلے۔ انجام یہ ہوا۔ کہ مسلمانوں کے راستہ میں کانٹے بو دئے۔ پنجابی مسلمانوں کی دولت لوٹی، جانوں کا نقصان کروایا۔ اور یہ سات لاکھ روپیہ لے کر عیش اُڑانے لگے۔ اگر آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے کشمیریوں کو کچھ فائدہ پہنچایا۔ تو احرار کو

اس سے کیا تعلق یہ تو اس کمیٹی کے خلاف شور مچاتے تھے۔

احرار اور کپورتھلہ

پھر انہوں نے کپورتھلہ ایجی ٹیشن میں حصہ لیکر مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔ جتنے مسلمان ملازمت پیشہ تھے۔ وہ ملازمتوں سے علیحدہ کر دئے گئے۔ یہاں تک کہ وزیر اعظم کپورتھلہ بھی الگ کر دئے گئے۔ اور اگر احرار نے اس تحریک سے بھی مالی فائدہ اٹھایا ہو - تو تعجب نہیں۔ کیونکہ بغیر ذاتی مفاد کے کسی تحریک میں حصہ لینا ان کا شیوہ ہی نہیں جیساکہ جیند کے مسلمانوں نے جب ان سے مدد مانگی۔ تو احرار نے ان کی کوئی مدد نہ کی۔ اس کی وجہ ۱۳۔ اکتوبر ۳۴ئہ کا اخبار ریاست ان الفاظ میں بیان کرتا ہے :۔

"ان لوگوں نے جیند کے مسلمانوں کی مدد سے انکار کر دیا۔ اس لئے کہ وہ ان کو روپیہ نہ دے سکے"۔

تحریک قادیان

جب یہ ایجی ٹیشن بند ہوئی اور آمدنی کا کوئی سیاسی ذریعہ نظر نہ آیا۔ تو ایک اور سکیم سوچی۔ اور یہ سوچ کر کہ سیاسی تحریکات کے متعلق تو اب مسلمان احرار سے بدظن ہو ہی چکے ہیں۔ اب کوئی تحریک خالص مذہب کے نام پر جاری کر کے مسلمانوں سے روپیہ بٹورا جائے۔ چنانچہ اس غرض سے تحریک قادیان شروع کی گئی۔ اور اس خالص مذہبی تحریک کے نام پر مسلمانوں کے جذبات کو ابھارا گیا۔ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے، جماعت احمدیہ کو مٹا دینے کے بلند بانگ دعاوی کئے گئے۔ طرح طرح کے سبز باغ دکھا کر لوگوں کو اکسایا۔ روپیہ کے لئے جو اصل غرض تھی یہ اپیل شائع کی گئی۔ کہ قادیان میں عالی شان جامع مسجد۔ دینی کالج اور تبلیغی مرکز قائم کیا جائیگا۔ مسلمانوں کی طرف سے

کثیر تعداد میں روپیہ آیا۔ جسے احرار نے ہضم کیا۔ لیکن احمدیت کے خلاف ان کو جسقدر ناکامی و رسوائی ہوئی وہ محتاج بیان نہیں۔ بے گناہ احمدیوں پر ہر طرح کا ظلم وستم روا رکھا گیا۔ ہر ایک مقام پر جہاں اکیلا دوکیلا احمدی تھا اُسے مارا پیٹا گیا۔ پانی بند کیا گیا۔ ان سب کارروائیوں کے باوجود جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے خلاف ایک گروہ نے کی تھیں، یہ لوگ سخت ناکام رہے۔ اور کسی شخص کو بھی احمدیت سے نہ پھیر سکے۔ جماعت احمدیہ دن دُگنی رات چوگنی ترقی کرتی گئی۔ ہر روز اخبار الفضل میں نئے بیعت کرنے والوں کے نام شائع ہوتے رہتے ہیں۔ احرار کو بارہا چیلنج کیا گیا۔ کہ منصف مقرر کرلیں۔ اور بیعت کنندگان میں سے کسی ایک نام ہی کو فرضی ثابت کر دیں۔ تو یک صدروپیہ انعام حاصل کریں۔ لیکن آج تک احرار کو یہ چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ باوجودیکہ احرار نے جماعت احمدیہ کے خلاف ہر ایک یزیدیانہ کارروائی کی۔ لیکن ناکام ونامراد رہے۔ اور اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ ترقی کرتی گئی۔ آخر انہوں نے بھی یہ رویّہ اختیار کیا۔ کہ اپنے اخبار میں چند نام شائع کرنے شروع کر دئے۔ کہ یہ لوگ احمدیت سے مرتد ہو گئے ہیں۔ لیکن جب ان لوگوں کو معلوم ہُوا۔ تو انہوں نے اخبار الفضل کے ذریعہ چیلنج کیا۔ کہ ہم تو بفضل خداوند کریم احمدیت پر قائم ہیں۔ اور بعض نام جو جعلی تھے۔ جب ان کے متعلق الفضل نے منصف مقرر کرکے تحقیق کرنے کا چیلنج دیا، تو جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔ اور وہ جعلی فہرست شائع کرنی بھی روک دی۔

تحریک جدید

احرار کے احمدیہ جماعت کے خلاف شور مچانے کے دوران میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے تحریک جدید کے نام

سے ایک تحریک جاری کی۔ جس میں جماعت سے قربانی کا مطالبہ کیا گیا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے اپنے خرچ پر باہر تبلیغ کا کام کرنے کے لئے اپنے کو پیش کر دیا۔ بہت سے لوگ غیر ممالک میں بحیثیت مبلغ چلے گئے۔ اور اکثر باہر جانے کے لئے بیقرار رہتے ہیں۔ اور ہر وقت اپنے پیارے امام کی اجازت کے منتظر۔

امام جماعت احمدیہ نے اپنی جماعت سے ۲۷ ہزار روپیہ کا مطالبہ کیا جس کے جواب میں ایک لاکھ پندرہ ہزار کے وعدے ہوگئے۔ اور ۷۳ ہزار اُن دنوں میں ہی وصول ہو گیا تھا۔ لوگوں نے اپنے وعدوں کو شاندار طور سے پورا کیا۔ اور جب دوبارہ تحریک جدید کے ماتحت مالی قربانی کا مطالبہ کیا۔ تو لوگوں نے پہلے سے زیادہ چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ بعض نے چندہ کی رقوم ادا کر دیں، بعض کر رہے ہیں اور باقی انشاء اللہ تعالیٰ میعاد کے اندر ادا کر دیں گے۔

مبلغین اندرون ہند

امام جماعت احمدیہ نے تحریک کی۔ کہ ملازمت پیشہ احمدی رخصت لے کر تبلیغ کے لئے کم از کم تین ماہ وقف کریں۔ اسی طرح دوکاندار، زمیندار اور ہر پیشہ ور کم از کم تین ماہ تک خود کو وقف کرے۔ اور ساتھ ہی یہ شرط بھی رکھی۔ کہ ہر شخص اپنے اخراجات اپنی جیب سے ادا کریگا۔ چنانچہ دو چار نہیں، سینکڑوں لوگوں نے صرف اپنے نام ہی پیش نہیں کئے۔ بلکہ حسب وعدہ نہایت خلوص اور تندہی سے فریضۂ تبلیغ ادا کیا۔ جس کے نتیجہ میں جماعت کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔ اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ناصر ہو۔

احرار اور ایک ہندو مجاہد

احرار نے جب یہ دیکھا کہ امام جماعت احمدیہ کی ایک آواز پر اتنے لوگوں نے لبیک کہا۔ جان اور مال

سب کچھ پیش کر دیا۔ تو سوچا کہ ہم بھی آٹھ کروڑ کے نمائندے ہیں۔ امیر شریعت ہیں، بلبل ہند اور طوطی ہند ہیں۔ اپنا راگ گائیں۔ اور دیکھیں کتنے لوگ دیوانہ وار ہماری طرف چلے آتے ہیں۔ اپنے اخبار میں "ایک مرد مجاہد کی ضرورت" کے عنوان کے ماتحت اعلان شائع کیا۔ کہ ایک ایسے مرد مجاہد کی ضرورت ہے۔ جو ایک سال تک اپنے خرچ پر قادیان میں رہ کر کام کرے۔ اور متواتر اخبار میں یہ راگ الاپا گیا۔ لیکن نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا تھا۔ یہ ساری چیخ و پکار وَمَادُعَاءُ الْکَافِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلَالٍ کا مصداق ثابت ہوئی۔

انسداد بیکاری

امام جماعت احمدیہ نے تحریک جدید کے ماتحت ایک محکمہ انسداد بیکاری قائم کیا گیا۔ جس سے جماعت کے بیکار نوجوانوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ ہر پیشہ کے لوگ مستفید ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

احرار کی ایک چالبازی

در اصل تحریک قادیان جاری کرنے میں بھی احرار کی چند ایک اغراض تھیں۔ اُن میں سے ایک تو یہ کہ انہوں نے سوچا۔ کہ بعض تحریکوں میں بے قاعدگیوں اور بے ضابطگیوں اور بے حسابیوں یعنی غبن وغیرہ سے جو لوگ ہم سے متنفر ہیں۔ وہ مذہبی رَو میں بہہ آئیں گے۔ لوگوں کے دلوں سے ہماری متعلق نفرت دُور ہو جائے گی۔ اور ہمارا وقار قائم ہو جائے گا۔ چنانچہ مذہب کے نام پر مسلمان کسی حد تک ان کے جال میں پھنس گئے۔ جذبات کے جوش نے نشیب و فراز دیکھنے سے مسلمانوں کو لاپرواہ کر دیا۔ احرار نے شور مچا کر اسلام اور ناموس رسول عربیؐ کی دوہائی دیکر سادہ لوح مسلمانوں کو خوب لوٹا۔ قادیان میں نہ تو جامعہ اسلامیہ بنا نہ جامع مسجد کے منار بلند ہوئے اور نہ تبلیغی مرکز قائم ہُوا۔ ہاں

امیر شریعت کے امرتسر میں دو عالیشان مکان فرنیچر سے ضرور سج گئے۔ لدھیانہ میں فلک بوس کوٹھی تیار ہو گئی۔

دوسری غرض یہ تھی۔ کہ جب وہ دیکھیں۔ کہ ان تبلیغی ہتھکنڈوں سے اب مسلمانوں کو ہم پر اعتماد حاصل ہو گیا ہے۔ ان کو کانگرس میں شامل ہونے کی ترغیب دی جائے۔ تاکہ کانگرس کا حق نمک ادا کیا جائے۔ اور اس کانگرسی وظیفہ کے بند ہونے کا کوئی احتمال باقی نہ رہے۔

تیسری غرض یہ تھی۔ کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات اُبھار کر اپنے پیچھے لگا لیں اور کونسل کے آئندہ انتخابات میں ان کے ووٹ حاصل کر کے وزارت حاصل کی جائے چنانچہ ان کی اس چالاکی کو دُور بین لوگوں نے بھانپ لیا۔ اور یوں گویا ہوئے :۔

"باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ آئندہ انتخاب کی جنگ لڑنے کے لئے تمام سیاسی جماعتیں لنگر لنگوٹ کس کر لیلئ کونسل پر قربان ہونے کے لئے میدان عمل میں آ رہی ہیں۔ جہاں تک معلوم ہو سکا ہے۔ یہی پتہ چلتا ہے۔ کہ احرار پارٹی کے ذمہ وار ارکان مسٹر محمد علی جناح کی آنکھوں میں خاک جھونک کر اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔"

(ملاحظہ ہو پوسٹر منجانب مولانا محمد اسحاق صاحب و دیگر نظر بندان مسجد شہید گنج)

ایک نظم زمیندار ۱۶۔ اگست ۱۹۳۵ء میں نیّر امرتسری کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ انہوں نے بھی اپنی ضیا پاشی سے یہ حقیقت آشکارا کر دی ہے۔ کہ احرار کو نوٹ اور ووٹ سے ہی کام ہے۔

فرماتے ہیں :۔

اے اہل وفا! قوم کے غدار نہ ہونا — مٹ جانا مگر شاملِ احرار نہ ہونا
بیگانہ قربانی و ایثار نہ ہونا — کردار ہی رہنا کبھی فرار نہ ہونا

احرار کہاں اور کہاں خدمتِ اسلام
ان کو تو فقط نوٹ سے اور ووٹ سے ہی کام

چنانچہ خلق خدا ان کے حق میں یوں فرماتی ہے۔ ؎

بیگانہ یہ بدبخت ہیں تہذیب عرب سے — ڈرتے نہیں اللہ تعالےٰ کے غضب سے
مل جائے حکومت کی وزارت کسی ڈھب سے — سرکار مدینہ سے نہیں ان کو سروکار

پنجاب کے احرار۔ اسلام کے غدار
(زمیندار ۱۰۔ اگست ۳۵ء)

چنانچہ آپ ان کی کوئی کانفرنس دیکھیں۔ ہر ایک لیکچرار اپنی تقریر کے خاتمہ پر مسلمانوں سے یہی وعدہ لیتا ہے۔ کہ دیکھنا مرزائی کافر ہے۔ فلاں شخص کافر و غدار ہے۔ اس کو ووٹ نہ دینا۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ اگر کسی جگہ ان کے مخالف امیدوار کھڑے ہوں۔ تو لوگوں کو ان سے متنفر کر دیا جائے۔ اور صرف انہی لوگوں کو جنھیں احرار اپنے ووٹ پر کھڑا کریں اور جو احرار کی جیبیں پُر کر دیں، تمام ووٹ حاصل ہوں۔ فیروزپور میں احرار نے کانفرنس منعقد کی۔ وہاں بھی مذہبی اور تبلیغی کانفرنس کا اعلان کیا۔ بڑے بڑے مواعظ حسنہ کے سُنانے کے لئے مسلمانوں کو دعوت دی۔ علاقہ سے روپیہ پیسہ۔ آٹا دانہ بہت کچھ اکٹھا کیا گیا۔ بڑی انتظار کے بعد تاریخ مقررہ آئی۔ لوگ وعظ و معارف سننے کے لئے گئے۔ تو یہ حقائق اور معارف بیان ہوئے۔ کہ مرزائی کافر پیر اکبر علی کو ووٹ نہ دو۔ فضل حسین غدار۔ اس کو ووٹ نہ دو۔ ہر لیکچرار

یہی رٹ لگاتا اور تان یہیں پر آکر ٹوٹتا۔ چنانچہ بہت سے اہلحدیث اور دوسرے معزز لوگوں نے کہا۔ کہ چالباز کہیں کے، پراپیگنڈا ووٹوں کے لئے اور دھوکہ مذہبی کانفرنس کا۔ چنانچہ بہت سے دوسرے دن بیزار ہو کر چلے گئے۔ پس احرار کی یہی اغراض ہیں، جن کے متعلق مسلمانوں نے اخبارات اور اشتہارات کے ذریعہ سے اپنے خیالات کا اظہار کردیا۔ دانا مسلمانوں کو ان کے پھندے سے خود بچنا چاہیئے۔ اور دوسرون کو بچانا چاہیئے۔

یوم الفرقان

احرار آج تک کہتے رہے۔ کہ مرزائی منافق اور کافر ہیں۔ اور اگر کوئی جماعت دین اسلام کی خادم۔ ناموس رسول صلعم پر مر مٹنے والی۔ قرآن و اسلام کی محافظ اور شیدائی ہے۔ تو وہ جماعت احرار ہے۔ دوسری دنیا ثیر قالین ہے۔ اگر کوئی شیر نیستاں ہے۔ تو وہ **احرار حرّار** کا گروہ ہے۔ اللہ تعالےٰ جو علیم بذات الصدور ہے۔ اس نے ان کو ڈھیل دی، کہ یہ اپنی اصلاح کرلیں۔ خلق خدا کو مغالطہ دے کر لوٹنے سے باز آجائیں۔ لیکن یہ باز نہ آئے۔ آخر اللہ تعالےٰ کے عذاب نے جو ذلت کے رنگ میں ان پر نازل ہوا، ان کو آپکڑا۔ جیسا کہ مسلمانوں، منافقوں اور کافروں کے درمیان جنگ بدر یوم الفرقان تھا۔ جس سے منافق جو حقیقت میں کافر اور کافروں کے ساتھی ہوتے ہیں۔ لیکن دنیوی مصالح کی وجہ سے خود کو مومن ظاہر کرتے ہیں، مسلمانوں سے الگ ہو گئے اور علانیہ کافروں کے طرفدار ہو گئے۔ مسلمانوں سے ہمدردی اور امداد رسانی کے تمام رشتے ٹوٹ گئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے احرار کے نفاق واتحاد بالکفار کو ظاہر کرنے کے لئے مسجد شہید گنج کا قضیہ پیدا کردیا۔

سکھوں نے انتہائی بے دردی اور حماقت سے مسجد شہید گنج کو شہید کردیا۔ مسلمانوں کے دل جائز طور پر خون ہو گئے۔ مسلمانوں کی آنکھوں میں خانہ خدا کی بیحرمتی

دیکھ کر دنیا تاریک ہو گئی۔ وہ بیچارے درد بھرے دل کے ساتھ احرار ہاں انہی احرار کے پاس جو حامیٔ اسلام اور شیدایان رسول کہلاتے تھے، گئے اور واقعات بیان کئے۔ اور ان سے میدان میں نکلنے اور ایک قدیمی تاریخی عبادت گاہ کی حفاظت کرنے کے لئے درخواست کی۔ کہ اے فدائیان اسلام آپ آگے ہوں۔ ہم آپ کے قدم بقدم جان قربان کرنے، بچوں کو مسجد کے نام پر شہید کروانے کو تیار ہیں۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا۔ کہ میں آپ کی جوتی جھاڑنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ آقا بنیں۔ میں خادم بن کر کفش برداری کروں گا۔ لیکن ان مسلمانوں کو معلوم نہ تھا۔ کہ احرار کا تو سکھوں سے کونسلوں کے انتخاب میں مدد لینے کا سمجھوتہ ہو چکا ہے۔ مسجد ان کے ذاتی مفاد کے بالمقابل کیا چیز ہے۔ ناموس رسول اور عزت اسلام کا ان کو کیا درد مسلمانوں کو صاف جواب دے دیا۔ مسلمان دل برداشتہ واپس لوٹے۔ آخر خانہ خدا کی حفاظت کے لئے اپنی جان مالک حقیقی کو سونپ دی، سینوں میں گولیاں کھائیں، تڑپ تڑپ کر خانہ خدا کے سامنے اپنی جانیں دیدیں۔ یتیم بچوں کو بلبلاتے ہوئے چھوڑ کر جل بسی بیویوں کو بیوہ کر گئے اور اچھے خاصے آرام و خوشی سے بسر کرتے ہوئے اپنے گھروں کو ماتم کدہ بنا دیا۔ لیکن ناموس رسول اور مسجد پر قربان ہو گئے۔ افسوس احرار غدار نے کونسل کی نشست کے لئے خانہ خدا اور بیسیوں مسلمانوں کو قربان کر دیا۔ بلکہ مسلمانوں سے قربانی اور شہادت کے جوش کو کم کرنے کے لئے ایسے شہیدوں کو حرام اور مردار موت مرنے والے کہا۔ اور سکھوں کی مدد کرنے اور مسلمان قوم کی ہمت توڑنے کی کوشش کی۔ اور ان کو مرعوب کرنے کے لئے ان نام نہاد بہادران اسلام نے یہاں تک کہہ دیا۔ کہ ”مسجد حاصل کرنے کے لئے ہندو کے سرمائے، سکھ کی کرپان، انگریزی گولی کا

مقابلہ نہیں ہو سکتا" اور انکی یہانتک دلشکنی کی کہ "ہندوستان کا آزاد کروا لینا آسان ہے لیکن مسجد شہید گنج کا واگذار کروانا ناممکن ہے"۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا۔ کہ سکھوں سے کونسلوں میں مدد کا سمجھوتہ ہو چکا تھا۔ مسجد کی ضرورت ان لوگوں کو ہے جنھوں نے مسجد میں جانا ہو۔ ان کو تو کونسل کی سیٹ کی ضرورت ہے۔ جس میں انھوں نے جانا ہے۔

چنانچہ اس شہید گنج کے حادثہ پر یہ مسلمانوں سے نکل کر سکھوں کے ساتھ جا ملے۔ اور یہ حقیقت لوگوں پر آشکارا ہوگئی۔ کہ در اصل یہ احرار مطلب کے یار۔ اسلام کے غدار۔ منافق۔ اور کفار کے طرفدار ہیں۔ اس حادثہ سے مسلمانوں اور احرار میں نمایاں فرق ہوگیا۔ اس لئے اب چاروں طرف سے مسلمان ان پر لعنت و پھٹکار ڈال رہے ہیں۔ اسی لئے ہم نے کہا ہے۔ کہ واقعہ مسجد شہید گنج "یوم الفرقان" ہے۔ پس اے مسلمانوں اُٹھو، آنکھیں کھولو، اس شیطانی ٹولے سے خود کو بچاؤ۔ کیونکہ ان کا ہر ایک قدم ذلت اور خسارے کی طرف اُٹھا۔ ان کی ہر ایک تحریک تباہی و بربادی کا باعث بنی اور ان کی ہر رہنمائی ذلت و گمراہی کے گڑھے میں ڈالنے کا سبب ہوئی ؛

احرار کا جذبۂ شہادت اور ایمانی حالت

مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ خدا کے راہ میں کسی طاقت سے مرعوب نہ ہو اور حق کے لئے آگے ہی آگے قدم بڑھائے۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ مگر اس کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئے۔ واقعات ہیں۔ کہ کفار نے زندہ مسلمانوں کو اونٹوں سے باندھ کر چرواد یا۔ زندہ مسلموں کو نیزوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ مگر ان کے استقلال میں کوئی فرق نہ آیا۔ لیکن احرار جو ہمیشہ یہی کہا کرتے تھے۔ کہ ہم اسلام کے لئے قربان

ہونے کو پیدا ہوئے ہیں۔ اگر دین کے لئے جان دے دیں گے تو درجہ شہادت
پائیں گے۔ اب یہی احرار کہنے لگے کہ "مسجد حاصل کرنے کے لئے ہندو کے سرمایہ،
سکھ کی کرپان، انگریز کی گولی کا مقابلہ نہیں ہو سکتا" گویا یہ تو مان گئے۔ کہ بے شک
شہید گردہ عمارت مسجد ہی ہے۔ لیکن اس کے حاصل کرنے میں جان کا خطرہ ہے۔ اس
لئے دُم دبا کر بلوں میں گھس جانا مناسب ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ان کی
حُریت۔ جرأت۔ شجاعت اور کرّاریت طبل بلند بانگ درباطن ہیچ کا مصداق
ہے۔ اسلام کے لئے شہید اور فدا ہونے کا دعویٰ صرف مسلمانوں سے ٹکے بٹورنے
کے لئے تھا۔ ورنہ ناموس رسول اللہ سے محبت، اسلام سے اُلفت اور اُمت مرحوم
سے ہمدردی یہ احرار کے پاس کہاں؟ مسلمان قوم کو تباہی و بربادی کے گھاٹ
اُتارنے والی جماعت احرار کے کارنامے ملاحظہ فرمائیے:۔

پہلا کارنامہ۔ تحریک خلافت میں یہ رہنما ہوئے تو خلافت برباد ہوئی۔
دوسرا " ۔ تحریک عدم تعاون میں لیڈر بنے تو مسلمان قوم کی تباہی ہوئی۔
تیسرا " ۔ تحریک ہجرت میں یہ محرک ہوئے تو مسلمان قوم کا جانی اور مالی نقصان ہوا
چوتھا " ۔ تحریک پکٹنگ میں یہ لیڈر بنے۔ تو ملک کے دوکانداروں کی کمر ٹوٹ گئی۔
پانچواں " ۔ تحریک کانگرس میں یہ پیش پیش ہوئے۔ تو کانگرس مردہ ہو گئی۔
چھٹا " ۔ تحریک کشمیر میں پیشرو بنے۔ تو مسلمانان کشمیر و پنجاب کی جانی اور مالی ... بربادی ہوئی۔
ساتواں " ۔ تحریک الور میں قائد بنے۔ تو مسلمانان الور کو نقصان پہنچا۔
آٹھواں " ۔ تحریک کپورتھلہ میں جا کودے۔ تو مسلمانوں کو ملازمتوں سے برطرف کروا دیا۔
نواں " ۔ تحریک قادیان جاری کی جس سے مسلمانوں میں انتشار و افتراق

پیدا کیا۔ اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ احمدی پہلے سے زیادہ منظم ہو گئے۔
گویا جس کام میں انہوں نے حصہ لیا۔ اسی میں بے ایمانی سے ہاتھ ڈالا۔ اور اپنے پیٹ میں سب کچھ ڈالنے کی کوشش کی۔ انجامکار وہی تحریک مردہ ہو گئی۔ اور خلق خدا کو نقصان پہنچا۔ غرض آپ غور کر کے دیکھ لیں۔ کہ ان کا کوئی ایسا کام آپ کے سامنے نہیں آئے گا۔ جس میں انہوں نے قومی اور مذہبی تحریک کے نام پر روپیہ نہ بٹورا ہو۔ اور آخرکار وہ تحریک ناکام و نامراد ہو کر مردہ نہ ہو گئی ہو۔ ان کی زندگی پہ نظر ڈال کر دیکھیں ہتھکنڈوں اور ناکامیوں کا مجموعہ ہے۔
اگر یہ نیک اور نیک نیت تھے۔ خدا و رسول اور خلق خدا کی ہمدردی کیلئے کھڑے ہوئے تھے۔ تو ہر کام میں کیوں ناکام رہے؟ آپ اس بات کو معمولی نہ سمجھیں۔ ایماندار اور دانا کے لئے یہ غور کا مقام ہے۔
جماعت احمدیہ ایک مٹھی بھر جماعت ہے۔ وہ جس کام میں ہاتھ ڈالتی ہے۔ کامیابی اور کامرانی اس کے قدم چومتی ہے۔ وہ تمام دنیا میں اسلامی تبلیغی مشن قائم کرنے میں اس قدر کامیاب ہوئی ہے۔ کہ دوست و دشمن اس کا لوہا مان گئے ہیں۔ جماعت کی تنظیم اور محکموں اور نظارتوں کی تشکیل اس جماعت کے امام نے کچھ اس طور سے کی ہے۔ کہ ہندوستان کی تمام مقتدر جماعتیں اس کو رشک کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ تمام جماعت نے مذہبی اور مروجہ دنیوی تعلیم کے حاصل کرنے میں وہ قابل رشک حصہ لیا ہے۔ کہ اس کی نئی پود میں کوئی بچہ ان پڑھ نظر نہیں آتا۔ مسلمانوں کی سیاسی خدمات اور برادران وطن کے سیاسی ہتھکنڈوں سے آگاہ کرنے کیلئے ایسی قابل تحسین کوشش کی ہے۔ کہ تمام مخلص اور مدبر مسلمان اس کو وقعت کی

نظر سے دیکھنے لگ گئے ہیں۔ یہ سب کچھ کیوں ہے؟ صرف جماعت احمدیہ کی نیک نیتی اور خلوص کی وجہ سے۔ مگر احرار لاکھوں روپیہ کر جس کام کے لئے اُٹھیں بگولے کی طرح آئیں۔ لیکن جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں۔ جس تحریک میں حصہ لیں۔ اُسی کا بیڑا غرق۔ اس میں غور کرنے والے کے لئے رہنمائی اور روشنی کا سامان ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اَلَا اِنَّ حزب اللہ ھم الغالبون۔ جو گروہ اللہ کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے لئے کام کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کو خوش کرنے کی آرزو رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی مدد کرتا ہے اور وہ انجامکار اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ شیطانی ہتھکنڈوں سے کام لیتے ہیں۔ خدا کے لئے نہیں بلکہ اپنی نفسانی اغراض کے لئے خلق خدا کو فریب دیتے ہیں۔ وہ خواہ کتنا زور شور ظاہر کریں۔ فرعون و نمرود کی طرح کتنا ساز و سامان لے کر اٹھیں، ناکام و نامراد ہوتے ہیں اور آخر کار خسارہ اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَلَا اِنَّ حزب الشیطان ھم الخاسرون۔ تحقیق شیطانی لوگوں کا گروہ خواہ کتنی شان و شوکت دکھائے اور مکر و فریب سے کام لے آخر کار ناکام ہوگا۔ اور خسارہ اٹھائے گا۔

پس خدا کے لئے اور اپنی عاقبت کے لئے قرآن شریف کی ان آیات کو یونہی نظر انداز نہ کریں۔ بلکہ خدا کے کلام کو وقعت دیں۔ اور اس کی روشنی میں جماعت احمدیہ اور احرار کو دیکھیں۔ تو آپ جماعت احمدیہ کی دینی اور دنیوی کامیابیوں کو دیکھ کر جن کے متعلق اپنے اور بیگانے معترف ہیں، ضرور اس نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ جماعت احمدیہ حزب اللہ ہے۔ اور احرار کی ناکامیوں و نامرادیوں اور خساروں کو دیکھ کر ضرور اسی

نتیجہ پر پہنچیں گے کہ یہ حزب الشیطان ہے۔ خدا کا خوف کریں قرآن شریف جس نے یہ معیار مقرر کئے ہیں، اچھوتا نہیں۔ ایک مومن کے لئے قرآن کے آگے سوائے سر جھکانے کے کوئی اور چارہ نہیں رہتا۔ آپ اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے حزب اللہ میں داخل ہو جائیں۔ اور حزب الشیطان میں داخل ہونے سے ہر طرح بچیں۔ تاکہ ان میں شامل ہونے سے جو لعنت وذلت خدائی عذاب کے رنگ میں ان پر پڑ رہی ہے۔ اُس سے محفوظ رہیں۔

احرار کی قید

لوگوں میں ہر دلعزیزی حاصل کرنے اور اپنی ملکی خدمات جتلانے کے لئے احرار لوگوں کے سامنے یہ بھی پیش کرتے ہیں۔ کہ ہم نے کئی بار قید کاٹی جیل میں گئے۔ لہذا میں آپ کو اس قید و بند کی حقیقت سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ سیاسی قیدیوں کی قید عام قیدیوں کی طرح نہیں ہوتی۔ بلکہ جو کوئی ان تحریکوں میں قید ہوتا ہے۔ وہ پولیٹیکل قیدی یعنی شاہی قیدی کہلاتا ہے۔ اُس سے کوئی مشقت نہیں لی جاتی، صرف نظر بند کیا جاتا ہے۔ اور گورنمنٹ اُسے شاہی قیدی کی حیثیت میں (جیسے بعض بادشاہ، بادشاہ کو نظر بند کر لیتے تھے) نظر بند کر لیتی ہے۔ کھانے کے لئے پھل۔ حلوہ۔ انڈا۔ دودھ۔ گھی۔ مکھن۔ رہائش کے لئے عام قیدیوں سے علیحدہ کمرہ۔ مطالعہ کے لئے اخبارات اور کتب۔ پہننے کے لئے اچھے کپڑے ملتے ہیں۔

چنانچہ احرار جیسے انسانوں نے جب اس شاہانہ زندگی کا نقشہ معلوم کر لیا۔ اور دیکھا۔ کہ جب کوئی قید کاٹ کر آتا ہے، تو اس کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے جاتے ہیں۔ موٹر پر بٹھا کر جلوس نکالا جاتا ہے۔ پھول برسائے جاتے ہیں۔ جلوس کے آگے آگے

باجہ بجتا ہے ۔ لوگ اُسے مسلمہ لیڈر بنا لیتے ہیں۔ تو ایسی قید کی طرف بیکاروں فاقہ مستوں
مقروضوں۔ شہرت اور لیڈری کے شیدائیوں کو میلان پیدا ہُوا۔ میرے کئی دوست
قید ہوئے ۔ جو جیل سے واپس آنے کے وقت پہلے کی نسبت موٹے تازے ہو گئے
تھے ۔ مجھے ایک دوست نے بتایا کہ اس کا وزن ۲۸ یا ۳۸ پونڈ بڑھ گیا ہے ۔ بعض لوگ
جیل سے باہر آکر جیل کی بہت تعریف کرتے اور کہتے کہ گھر کی تنگی۔ فاقہ مستی اور گھر
کی کمائی ہوئی دولت کھانے کی نسبت جیل جانا بہتر ہے ۔ ایک تو سرکاری خورد و نوش
کا سامان ملتا ہے اور گھر کی کمائی ہوئی دولت محفوظ رہتی ہے ۔ دوسرے لیڈری کی
ایک سند مل جاتی ہے ۔ دنیا میں عزت و تعظیم حاصل ہوتی ہے ۔ اور ہر تحریک میں
حصہ لینے کا حق حاصل ہو جاتا ہے ۔ جیسا کہ اب احرار خدائی سند یافتہ لیڈر اور
اور خدائی ٹھیکیدار ہیں ۔ پس جب جیل ایک فاقہ مست اور مقروض کیلئے جنت
ہو ۔ اور جیل دولت کمانے کے لئے کالج کا کام دے ۔ تو جو لوگ ۱۴ سال تک
ہزاروں روپیہ خرچ کر کے کالج میں سر کھپا کر روزی کمانے کے لئے پریشان پھریں ۔
ان کی نسبت تو جیل کا کالج زیادہ آرام دِہ اور دولت کمانے کا گارنٹی شدہ کالج ہُوا ۔
پس اگر احرار جیل میں جا کر پھل ۔ حلوہ ۔ مکھن ۔ انڈے کھاتے رہے ۔ اور باہر
نکل کر ملک میں عزت و وقار حاصل کر کے پبلک کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر سب کچھ
نکال لانے کے حق دار بن گئے ۔ تو کیا یہ قید کوئی تکلیف یا مصیبت کی قید ہے ؟
یقیناً جن لوگوں نے اُن دنوں یہ امتحان پاس کر لیا ۔ وہ ہمیشہ کے لئے دولت کمانے
کے کالج کے پرنسپل بن گئے ۔ اور احرار کے موجودہ ذیشان لیڈر جن بیچاروں میں سے
بعض ایسے تھے ۔ کہ سارا دن پنچم کا راگ الاپیں اور طبلہ پر ہاتھ مار کر تھہ ۔ تھیہ ۔ تھہ

کر کے جب انگلیوں سے خون ٹپکے روٹی ملے۔ اور ایسے صاحب ثروت بزرگ جو سارا دن بوکا کشی کریں اور ہاتھوں میں چھالے پڑ جائیں۔ بازو اکڑ جائیں، دم پھول جائے، تب کہیں جا کر چپاتی کی زیارت ہو۔ ایسے عالی وقار دولتمند لوگوں کے لئے تو جیل کیا تھی ایک جنت کا دروازہ کھل گیا۔ ان احرار جاگیرداروں اور لیڈروں کی ان تحریکوں میں حصہ لینے سے پیشتر جو شاہانہ زندگی تھی۔ اس کا ایک معمولی سا رُخ جناب کو دکھایا جاتا ہے۔ کتاب الاشرار کا مصنف جس نے یہ کتاب مولوی ظفر علی خان اور سید حبیب صاحب کی نذر کی ہے۔ حصہ اول صفحہ ۲۴ پر یوں رقمطراز ہے:۔

"بوکا۔ پنجاب میں بہشتی کوؤں سے پانی نکالنے کے لئے بالعموم چمڑے کا ڈول استعمال کرتے ہیں۔ جسے پنجابی میں "بوکا" بروزن ردکا یا ٹوکا کہتے ہیں۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی (حال صدر جماعت احرار۔ ناقل) چونکہ بچپنا میں بہت کوچہ گرد واقع ہوئے تھے۔ اس لئے آپ کے والد بزرگوار نے آپ کے لئے یہ سزا تجویز کی تھی۔ کہ جب تک آپ پانی کے بوکوں کی ایک معین تعداد غسل خانہ وغیرہ میں نہ ڈالیں گے۔ آپ کو کھانا نہیں دیا جائیگا۔ بدیں وجہ آپ کا نام آپ کے ہمجولیوں نے حبیب بوکا مشہور کر دیا۔"

دوسرے صاحب جن کی شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی جہانگیر سے بھی زیادہ استراحت میں بڑھ کر تھی۔ اپنی خاندانی اور ذاتی پوزیشن سے یوں متعارف کرواتے ہیں جس سے سننے والے پر رعب طاری ہو جاتا ہے اور سننے والا ورطۂ فکر میں ڈوب جاتا ہے۔ کہ وہ شداد کی کہانی سن رہا ہے۔ جس نے اپنے آرام کے لئے بہشت بنایا

تھا۔ یا جہانگیر بادشاہ کی۔ آنمکرم فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمارے ابا کی سبیل معاش ایک دیہاتی مسجد کی امامت تھی۔ گھر میں پانچ آدمی تھے (اب سازو سامان اثاث البیت کی لمبی فہرست مطالعہ فرمائیے۔ ناقل) اور صرف تین چار پائیاں تھیں۔ اس لئے ہیں ایثار سے کام لے کر ہمیشہ چٹائی پر سو جایا کرتا تھا" (نواری پلنگ نوکر سے بچھوالیا کرتے۔ ناقل) (زمیندار ۸۔ اگست ۱۹۳۵ء)

ابھی اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ جناب عطاء اللہ صاحب بخاری جنھوں نے قوم کی خاطر لیڈری کی ادنیٰ مسند کو اپنی شان گرا کر قبول کیا۔ اس مسند کے قبول کرنے سے پیشتر میراثیوں کے ساتھ طبلہ بجایا کرتے تھے۔ ایک صاحب" وکالت میں بھوکے مرنے والے مظہر علی صاحب کے لئے کشمیر سونے کی چڑیا بن گیا"۔ (ریاست یکم نومبر ۱۹۳۱ء) گویا کشمیر ایجی ٹیشن کی دولت گھر سے جلنے سے پیشتر یہ لوگ مرغ مزعفر کا ناشتہ کیا کرتے تھے۔ ایک صاحب اور ہیں۔ جنھوں نے قوم کے لئے بہت قربانی کی جو پیدائشی طور پر منہ میں چاندی کا چمچہ لیکر دنیا میں ظہور پذیر ہوئے تھے۔ سید حبیب فرماتے ہیں۔" وہ جوتیاں چٹخاتے پھرا کرتے تھے"۔ (اخبار ریاست)

اب آپ غور کریں۔ ایسے فاقہ مستوں۔ پیٹ کے بھوکوں۔ فراشوں اور بوکاکشوں کو جن کے ہاتھوں میں چھالے پڑ چکے ہوں۔ جن کے زمین پر سونے سے کولہے درد کر رہے ہوں اور جن کی ایڑیاں دانتوں والی جوتی نے کاٹ کھائی ہوں۔ اگر ایسا موقع ملے۔ کہ ان کو جیل میں پھل۔ دودھ۔ مکھن اور انڈے کھانے کو میسر ہوں۔ باہر آتے ہی لیڈری کا زریں تاج سر پہ زینت بنے۔ آئندہ کے لئے زرو مال کی طرف

دست تطاول دراز ہو۔ اُن کے لئے تو وہ زریں موقع ہے۔ ایسے لوگوں کیلئے تو جیل یقیناً جنت ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ "دوزخیاں را پرس کہ اعراف بہشت است" یعنی دوزخی کو اگر اعراف میں لایا جائے تو اس کے لئے تو وہ جنت اور راحت کی جگہ ہے۔ لیکن جب دوزخی کو بہشت میں لے جایا جائے تو اُس کی خوش نصیبی کا کیا کہنا۔

پس ان لوگوں کا جیل میں جانا کوئی ملک کے لئے یا قوم کے لئے نہ تھا۔ اور نہ ملک و قوم کے لئے مفید ہوا۔ ہاں ان کو ان کی سابقہ تنگدستی کی زندگی نے اور جیل کی بہتریں نظر آنے والی زندگی نے ترغیب دی اور وہاں تشریف لے گئے۔ چنانچہ آج یہ تمام شان و شوکت اسی راز کے نتیجہ میں حاصل ہے۔ جسے انہوں نے وقت پر سمجھ لیا۔ لوگوں کو لُوٹ کر صاحب جائداد و مکانات اور کوٹھیوں کے مالک بن گئے۔ پس یہ ہے حقیقت ان کی قید و بند کی اور جیل کی زندگی کی۔ جو ان کے لئے آرام دہ اور زرخیز ثابت ہوئی۔ ورنہ ان کا ملک و قوم پر کوئی احسان نہیں۔

احرار کی شورا شوری

آپ احرار کی ساری گذشتہ زندگی پر نظر ڈالیں احرار نے جو تحریک جاری کی۔ جس کام میں حصہ لیا۔ اسی میں جوش سے کام لیا۔ جذبات کو مشتعل کر کے لوگوں کو آگ میں دھکیل دیا۔ حالانکہ قومی تعمیری کام تدبر۔ سنجیدگی۔ متانت اور سکون کے ساتھ تکمیل تک پہنچتے ہیں۔ اور جتنی قوموں نے ترقی کی ہے سب نے تدبر۔ سنجیدگی اور سکون سے کام لیا۔ لیکن انہوں نے جو کام جاری کیا۔ اُسی میں شور۔ اشتعال۔ کشت و خون کا ہنگامہ بپا کیا۔ آپ غور کریں گے۔ تو ان کی یہ جبلّت بھی آپ کو ان کی حقیقت کی طرف رہنمائی کرے گی۔ حضرت آدم علیہ السلام جو ایک کامیاب ہستی تھی اُس کے متعلق قرآن شریف میں آتا ہے۔

خَلَقَ آدَمَ مِنْ طِیْنٍ۔ جس کے معنے خاکسارانہ مزاج۔ سکون اور تحمل کی طبیعت والا ہے۔ لیکن شیطان کہتا ہے خلقتنی من النار میں آتشین مزاج پیدا کیا گیا ہوں۔ آتش میں جوش۔ اُبال۔ جلنا۔ جلانا۔ شعلۂ غیظ و غضب اور قتل و غارت کی طرف اشارہ ہے۔ ان لوگوں کے گذشتہ کارنامے بھی ان کی اس فطرت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پس یہ ایک اور دلیل حزب الشیطان ہونے کی ہے۔ خدا کرے آپ اس دلیل سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اس شیطانی گروہ کے فریب سے بچیں۔ اور ان کی شورا شوری سے متاثر نہ ہوں۔

جماعت احمدیہ کا بائیکاٹ

احراری جہاں کہیں جا کر لیکچر دیتے ہیں۔ پبلک کو تاکید کرتے ہیں۔ کہ احمدیوں سے ہر قسم کا بائیکاٹ کر دو۔ بلکہ احمدیوں پر تشدد کرنے کی طرح طرح سے ترغیب دیتے ہیں۔ اور وجہ یہ بتلاتے ہیں۔ کہ احمدی کافر ہیں۔ انہوں نے نیا مذہب جاری کر لیا ہے۔ علمار کا فتوےٰ ہے۔ کہ احمدی کافر ہیں۔ پس ان سے سیاسی یا مذہبی تعاون جائز نہیں۔ اب میں آپ کی خدمت میں احرار کے پیش کردہ امور پر کچھ تبصرہ کرتا ہوں۔

(۱) احرار کا یہ کہنا کہ احمدیوں نے نیا مذہب بنا لیا ہے۔ سراسر دین اسلام سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ حالانکہ احراری لیڈر خود کو امیر شریعت و عالم دین کہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کا تعلیم اسلام کی رُو سے یہ ایمان ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و امام مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ جماعت احمدیہ اس بات کی قائل ہے۔ کہ وہ شخصیت جس کے متعلق یہ پیشگوئیاں تھیں، مبعوث ہو چکی ہے۔ اور غیر احمدی ابھی تک اس کے منتظر ہیں۔ کیا اُن کے خیال کے مطابق جب

امام مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ اور وہ ان کو قبول کرینگے۔ تو کیا مسلمان کوئی نیا مذہب اختیار کریں گے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ سب کا ایمان یہی ہوگا۔ کہ مذہب تو اسلام ہی ہے اور وہی ہے۔ جس کی تعلیم آنحضرت صلعم نے دی تھی۔ اور امام مہدی کی اتباع تو صرف اس لئے ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے فرمان کے مطابق دین اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے تشریف لائیں گے۔ اور آنحضرت صلعم کے فرمان کے ماتحت مسلمانوں نے اُن پر ایمان لانا ہے۔ پس یہی پوزیشن جماعت احمدیہ کی ہے۔ کہ وہ آنحضرت صلعم کے دین اور شرع کی پابند ہے۔ . . . . . . اور آپ کے فرمان کے مطابق امام موعود پر ایمان لے آئی ہے۔ کیونکہ اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ پس زیادہ سے زیادہ مخالف کو یہ اعتراض کرنے کا حق ہے۔ کہ یہ وہ شخصیت نہیں۔ تو شخصیت متنازعہ فیہ ہوئی لیکن احرار کا یہ کہنا کہ جماعت احمدیہ نے امام مہدی کو مان کر نیا دین جاری کر لیا ہے۔ یا تو دین سے جہالت ہے یا مغالطہ دہی ہے۔ آپ نیک نیتی سے غور کریں۔ اور ہم نے جو صداقت کی ایک دلیل پیچھے درج کی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

علماء کا فتویٰ

احرار کہتے ہیں۔ کہ چونکہ احمدیوں کے کافر ہونے پر علماء کا فتویٰ ہے۔ اس لئے ان سے سیاسی یا مذہبی تعاون جائز نہیں۔ یہ بھی اُن کی دین سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے یہود کو کافر اور مغضوب قرار دیا ہے۔ لیکن پھر بھی فرماتا ہے۔ کہ اگر کبھی مشترکہ امر کے لئے متحد ہونا چاہیں۔ تو بہت اچھا ہے۔ اے پیغمبر ان سے کہو کہ اتحاد کر لیں۔ اور آنحضرت صلعم نے مشرکین سے اتحاد کیا۔ پس جب قرآن شریف سے کافروں کے

ساتھ مشترکہ مفاد کے لئے اتحاد جائز ہے تو ان کا یہ کہنا کہ احمدی کافر ہیں۔ ان کے ساتھ سیاسی یا مذہبی مشترکہ مفاد میں اتحاد جائز نہیں، تعلیم اسلام سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

مشترکہ انتخاب

اگر کافروں سے کوئی اتحاد جائز نہیں اور کافر مسلمان کا سیاسی نمائندہ بھی نہیں ہوسکتا۔ تو میں سوال کرتا ہوں۔ کہ کیا ہندو۔ آریہ۔ سناتنی۔ سکھ اور عیسائی یہ احرار کے نزدیک مسلمان ہیں یا کافر؟ ظاہر ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ اور احرار آج تک مشترکہ انتخاب پر زور دیتے رہے۔ حالانکہ تمام مسلمان فرقہ وارانہ انتخاب کے حامی تھے۔ اب اگر ان کا یہ اصول ہے کہ کافر مسلمان کا نمائندہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ اصول ان کے نزدیک اسلامی تعلیم کی بناء پر ہے۔ تو احرار بتائیں۔ کہ وہ ایک ہندو یا سکھ کو تعلیم اسلام کے خلاف اپنا نمائندہ بنا کر کونسلوں میں بھیجنے کے لئے کیوں تیار تھے؟ اور اگر ہندو یا سکھ نمائندہ ہو کر جا سکتا ہے، جو کافر ہے۔ تو احمدی بھی نمائندہ بن سکتا ہے۔ گو تمہارے نزدیک کافر ہو۔ لیکن خدا اور ہر عقلمند مسلمان کے نزدیک مسلمان ہے ؛

جناب مظہر علی صاحب اظہر

دوسرا پہلو یہ کہ جماعت احمدیہ کے متعلق علماء کا فتویٰ ہے کہ احمدی کافر ہیں۔ اور احرار کے نزدیک ایک کافر مسلمان کا نمائندہ نہیں ہو سکتا۔ جناب مظہر علی صاحب اظہر کٹر شیعہ ہیں۔ ان کے ایک ہم عقیدہ اپنی کتاب منہاج الصادقین میں فرماتے ہیں۔ کہ جو ایک بار متعہ کرے وہ امام حسن کا رتبہ جو دو بار کرے وہ امام حسین کا۔ جو تین بار کرے وہ حضرت علی کا اور جو چار بار کرے وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ حاصل کرتا ہے۔ اخبار سیاست" متعہ کے عقیدہ کو مسلمان علماء نے زنا لکھا ہے۔ لیکن اظہر صاحب کا عقیدہ اظہر من الشمس ہے۔ کہ متعہ کرنیوالا

آنحضرت صلعم کا رتبہ پاتا ہے۔ پھر اظہر صاحب کا یہ عقیدہ بھی ہے۔ کہ شیعوں کے علاوہ باقی سب شیطان کی اولاد ہیں۔ بے شک لوگ نکاح کرتے ہیں۔ لیکن باوجود بیوی خاوند کی مجامعت کے شیطان اپنا نطفہ ڈال دیتا ہے۔ اور جتنے غیر شیعہ پیدا ہوتے ہیں۔ سب شیطان کی اولاد ہیں۔ ملاحظہ ہو فروع کافی۔ لیجئے کوئی ولی۔ امام۔ مجدّد محدّث۔ فقیہ۔ عالم۔ درویش۔ زاہد۔ عابد۔ شہید۔ غیر شیعہ نہیں بچا۔ اصحاب ثلٰثہ کو تبرے سنانا جس کا مذہب ہے۔ اصحاب ثلٰثہ کو غاصب۔ ظالم۔ منافق وغیرہ ماننا اس کا عقیدہ ہے اور علمار کا شیعہ پر فتویٰ کفر موجود ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مظہر علی صاحب احرار کے اصول کے مطابق فتاویٰ علمار کی بنا پر جب کافر ہیں۔ تو اُن سے تعاون اور ان کو حجاز میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجنا کس اسلامی شریعت کے ماتحت ہے ؟ جبکہ احرار کے نزدیک شریعت اسلامی کافر سے تعاون کی اجازت نہیں دیتی۔ پھر احرار میں ایک کٹر وہابی ہے۔ دوسرا اہل سنت والجماعت ہے۔ سنیوں کے نزدیک وہابی کافر اور وہابیوں کے نزدیک سُنی کافر وضال ہیں۔ پھر ایک کافر وضال احرار کا کس طرح امیر شریعت بن سکتا ہے۔ اور وہ احرار کا نمائندہ کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ دوسرا وہابی صدر احرار کس طرح بن سکتا ہے، جبکہ وہ کافر ہے۔ لیکن اگر مجلس احرار کے نزدیک صدر کا کافر ہونا جائز ہے۔ اس کے ساتھ تعاون ہو سکتا ہے۔ وہ احرار کا نمائندہ ہو سکتا ہے۔ تو احمدی سے تمہارے فتویٰ کفر کے باوجود تعاون اور نمائندگی کیوں جائز نہیں ؟ ایں چہ بوالعجبی است۔

احراریوں کے مضحکہ خیز طرز عمل کے کئی پہلو ہو سکتے ہیں :۔

(۱) تو یہ کہ مجلس احرار کے ممبروں کا کوئی مذہب ہی نہیں۔ اس لئے اُن میں نہ کوئی

سُنّی۔ نہ وہابی۔ نہ شیعہ کوئی بھی نہیں سب لامذہب اور دہریہ ہیں۔ اس لئے جب ان میں سے کوئی سُنی۔ شیعہ۔ وہابی نہیں تو علماء کے فتوے جو عقائد کی بنا پر تھے۔ سب اُڑ گئے۔

(۲) یا یہ وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ وہ کٹر سُنی۔ وہابی۔ شیعہ تو ہیں۔ احرار کی اسلامی شریعت کے مطابق ایک دوسرے پر علماء کے فتاویٰ کفر بھی درست ہیں۔ اور ایک دوسرے کو کافر بھی جانتے ہیں۔ لیکن وہ سب ایک مذاق۔ ایک ڈھب اور ایک طبیعت کے واقع ہوئے ہیں۔ ان کا آپس میں قارورہ مل گیا ہے۔ اگر احمدی باوجود ان کے فتویٰ کُفر کے اُن کے ڈھب کا ہو جائے۔ ان کا ہم نوالہ و ہم پیالہ بن جائے۔ تو پھر خواہ وہ دل سے کٹر احمدی رہے۔ یا بقول شخصے ایک بزرگ کی مانند جوان میں ہیں دہریہ ہو تو اس کی بھی کھپت ہو سکتی ہے۔ اور وہ سانچہ جس میں اُسے اپنے آپ کو ڈھالنا چاہئیے صرف اتنا ہے۔ کہ وہ روپیہ بٹورنے میں اتنا ماہر ہو کہ سانپ کے سر سے بھی کوڑی نکال سکے۔ مذہب کو بیچے۔ ایمان کو بیچے۔ مسجد کو بیچے۔ قوم کو بیچے۔ قرآن کو بیچے۔ اور جو کچھ بھی جائز ناجائز کرے۔ لیکن ہر موقعہ پر پیسہ کمانے اور تیتر بٹیر۔ مُرغ پلاؤ بانٹ کر کھا لینے کا عادی ہو۔ پھر کسی کے عقائد میں اگر جھگڑا کیا جائے۔ یا عقائد پر توجہ بھی کی جائے تو بے شک برسر بازار کہنا کہ مجلس احرار بے اصولی مجلس ہے۔

اس میں شک نہیں کہ نئے ممبر کو ابتدا میں جیب کترنے کے فن میں اتنی مہارت نہ ہو گی۔ لیکن کوئی حرج نہیں۔ صحبتِ رندان میں رہ کر چند دن میں ہی وہ ماہر بن جائے گا۔ جس قسم کی تعلیم حاصل کرنا ہو۔ اس علم کا کورس پڑھ لیا جائے۔ اور عملی طور پر اس کام کی مشق کر لی جائے۔ تو انسان ماہر بن سکتا ہے۔ اسباق کے لئے تو احرار کی

سابقہ کتاب زندگی کا مطالعہ کافی ہے۔ جس کا ابتدائی باب چندہ خلافت۔ عدم تعاون ہجرت۔ پکٹنگ۔ الور ایجی ٹیشن۔ کپورتھلہ تحریک۔ کشمیر ایجی ٹیشن ہے۔ اور اب عملی طور پر تحریک قادیان میں مشق کروادیں گے۔ کہ کس طرح مذہب کے نام پر۔ جامع مسجد کے بنانے کے بہانہ سے لوگوں سے روپیہ وصول کیا جاتا ہے۔

قریباً تین سال کا عرصہ ہوا۔ ایک مولانا صاحب مجھے ملے۔ وہ شیریں بیان طوطی ہند ساحر ہیں۔ لیڈر ہیں۔ موجدانہ دماغ کے انسان ہیں۔ احرار کے کل پرزے درست کرنے، نئی سکیم بنانے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ مجھ سے فرمانے لگے۔ کہ آپ خوب بولتے ہیں۔ منتر شلوک بھی پڑھ لیتے ہیں اور اچھا اثر جما لیتے ہیں۔ ادھر لیکچروں میں مجھے بھی کمال حاصل ہے۔ اگر آپ ہمارے ساتھ مل جائیں۔ تو ایک سال میں کم از کم ایک لاکھ روپیہ کمایا جاسکتا ہے۔ جو سکیم انہوں نے بتائی یقیناً اس سے روپیہ کمایا جاسکتا ہے۔ لیکن ایمان بیچ کر۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اگر ہم نے ایمان ہاتھ سے چھوڑ کر ایک لاکھ روپیہ کما لیا۔ تو پھر بھی ایک لاکھ روپیہ کے مالک ہو کر قارون اور نمرود سے دولت میں کم رہے۔ لیکن جب ہم سے کئی گنا زیادہ دولت ایمان کے مقابلہ میں قارون اور نمرود کو کوئی فائدہ نہ دے سکی۔ تو ہم کو یہ لاکھ روپیہ کیا فائدہ دے گا۔ دولت ایمان ضائع کر کے دولت دنیا کمانے کی سکیم درست نہیں۔ کوئی اور سکیم سوچیئے جو ایمانداری پر مبنی ہو۔

پس اے محترم اور سعید انسان جو اس کتاب کو پڑھ رہا ہے۔ ایمانداری سے غور کر۔ کہ احرار کا احمدیوں کے بائیکاٹ کا مسلمانوں کو مشورہ دینا اور اس بناء پر مشورہ دینا کہ یہ کافر ہیں، ایمانداری پر مبنی نہیں۔ وجہ صرف یہ ہے۔ کہ احمدی ان کے ڈھب کے

نہیں۔ حساب وکتاب کے پکّے۔ آمد وخرچ کی پڑتال کرنے والے۔ ہر سال آمد وخرچ کا قوم کو حساب دینے والے اور رپورٹ شائع کرنے والے ہیں۔ وہ احرار پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ یہ خلق خدا کو دھوکہ دے کر اسلام کے نام پر روپیہ جمع کر کے خود کھا جاتے ہیں۔ قوم کو حساب کیوں نہیں دیتے۔ اس جرم کی بنا پر یہ لوگوں کو احمدیوں کے بائیکاٹ کی تاکید کرتے ہیں۔ تاکہ نہ تو لوگ احمدیوں کو ملیں۔ اور نہ احمدی ان کے کان بھریں۔ کہ احرار سے حساب مانگو۔ اور احرار تیتر، بٹیر، پلاؤ کھانے میں آزاد رہیں۔

(۳) تیسری وجہ احرار کی طرف سے احمدیوں کے بائیکاٹ پر زور دینے کی یہ ہے۔ کہ احرار کے علماء نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ جھوٹ بول کر ایک حوالہ کو سیاق وسباق چھوڑ کر لا تقربوا الصلوٰۃ کی طرح۔ غلط بیانی کر کے لوگوں کو احمدیوں کے خلاف اُکسانا ہے۔ لیکن جب ہم جھوٹ اور خرافات بول کر چلے جائینگے اور بعد میں لوگ احمدیوں سے ملیں گے۔ تو وہ لوگوں کے سامنے تمام حوالجات کی جو ہم یہودیوں کی طرح کتر بیونت کر کے پیش کرتے ہیں حقیقت واضح کریں گے۔ اور ہم نے جو جھوٹ بولے ہیں اُن پر احمدی روشنی ڈالیں گے۔ تو لوگ احراریوں سے بدظن۔ برگشتہ اور متنفر ہو جائیں گے۔ اس لئے اپنے جھوٹ اور فریب کو پردہ میں رکھنے کے لئے احمدیوں سے بائیکاٹ کی تاکید کر جاتے ہیں۔ کہ احمدیوں سے سلام وکلام اور تعاون حرام ہے۔ تاکہ نہ کوئی احمدیوں سے سلام وکلام کا سلسلہ رکھے۔ اور نہ اس پر احرار کی خرافات کی قلعی کُھلے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ احمدیوں کے ساتھ تو سلام وکلام اور تعاون حرام قرار دیا جائے۔ اور ہندوؤں۔ عیسائیوں۔ آریوں۔ سکھوں اور دہریوں کے متعلق عدم تعاون کا عہد مسلمانوں سے نہ لیا جائے؟

پس اس میں بھی راز ہے۔ جس کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔

احمدی کافر ہی سہی۔ اگر سُنی، وہابی، شیعہ۔ بریلوی۔ دیوبندی۔ ہندو، سکھ۔ آریہ۔ عیسائی اور دہریہ وغیرہ کافروں سے سلام وکلام اور تعاون جائز ہے جیساکہ احرار کے طرزِ عمل سے ثابت ہے۔ تو احمدیوں سے بھی جائز ہے۔ اگر ان کافروں میں سے کوئی نمائندہ بن سکتا ہے۔ تو احمدی بھی نمائندہ بن سکتا ہے۔ پس احرار کا احمدیوں سے بائیکاٹ کروانا اسلامی تعلیم کے خلاف ایک فریب ہے۔ جس سے ہر دانا کو بچنا چاہیئے۔ ورنہ یہ بات اسلام کی عام رواداری۔ انسانی ہمدردی۔ شفقت علی الخلق کی تعلیم کی خلاف ورزی کے مترادف ہے۔

اگر احرار کے نزدیک فتویٰ کفر قابل عمل چیز ہے۔ تو میں مسلمانوں کو اس فتویٰ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو جناب مولانا محمد اسحاق صاحب مانسہروی نائب امیر ملت نے دیا۔ اور جسے خواجہ بشیر احمد سکرٹری اوقاف ومساجد امرتسر نے پوسٹر کی صورت میں شائع کیا۔ اور وہ درج ذیل ہے:۔

"احرار کانفرنس میں شمولیت قطعی حرام ہے
نائب امیر ملت کا نعرۂ حق

احرار سے از روئے شریعت تعاون۔ میل ملاپ سیاسی ومذہبی حرام اور قطعی حرام ہے۔"

لیکن میری رائے میں کسی کا بائیکاٹ کرنا اور کسی کو تنگ کرنا جائز نہیں بلکہ ایسے گمراہ لوگوں سے مل کر محبت، پیار اور ہمدردی سے سمجھانا بہتر ہے۔

پس احرار نہ مذہبی جماعت ہے اور نہ سیاسی۔ صرف پیسے بٹورنے والا ایک گروہ ہے۔ جس نے جس کام میں حصہ لیا۔ اُسی میں ناکام اور نامراد رہے جو تحریک شروع کی۔ قوم اور ملک کے لئے نقصان اور خسارہ کا موجب بنی۔ موجودہ تحریک قادیان بھی مسلمانوں کے لئے انتشار اور خانہ جنگی کا باعث ہے۔ اور یہ لوگ پیسے بٹور رہے ہیں۔ داناؤں کو اس حزب الشیطان سے جس کی قسمت میں ناکامی اور خسارہ ہی، دور رہنا چاہیئے ؛

احرار کے جھوٹ

وہ جماعت کامیاب ہُوا کرتی ہے۔ جس کی بناء ایمانداری۔ دیانت اور راستی پر ہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان۔ اپنے یا بیگانے کی بات کو ایمانداری سے وزن کرو۔ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ نہ بناؤ۔ لیکن احرار کی کذب بیانیاں اور افتراپردازیاں آپ کے سامنے بیان کروں۔ تو ایک کتاب اس مضمون کی تیار ہو جائے۔ فی الحال چند ایک تازہ جھوٹ پیش کرتا ہوں۔ جس سے آپ اندازہ لگاسکیں۔ کہ ایسی جماعت جو دیانت و راستی کو چھوڑ کر جھوٹ اور افترا پر کمر باندھ لے، وہ کب کامیاب ہو سکتی ہے۔ مقابل پر جماعت خواہ کتنی تھوڑی اور کمزور کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر اس کی بناء راستی پر ہے۔ تو وہ جُھوٹی جماعت کو ضرور شکست دیدیگی۔ کیونکہ جُھوٹی جماعت کے متعلق اللہ تعالےٰ کا فیصلہ ہے۔ قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی (طہٰ) جو افترا کرتا ہی ناکام و نامراد رہتا ہے۔

ابا طیل" مجاہد"

ا۔ مرزا صاحب نے گورنر کو لکھا کہ میری نبوت کا پودا گورنمنٹ کا خود کاشتہ ہی (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

۲۔ "موجودہ خلیفہ کی نوجوان لڑکیاں غیر احمدیوں کے گھروں میں چندہ مانگتی پھرتی ہیں۔" مجاہد ۲۸ اپریل ۱۹۳۶ء (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

۳۔ "موجودہ خلیفہ کی بیویاں غیر احمدیوں کے گھروں میں چندہ مانگتی پھرتی ہیں۔" مجاہد ۲۸۔ اپریل ۱۹۳۶ء (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

۴۔ جب صبح ڈاک قادیان پہنچتی ہے اور منی آرڈر پہنچتے ہیں۔ تو خلیفہ اور دیگر عہدیداران اپنے اپنے حصہ کے لئے شور مچاتے ہیں۔" (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

۵۔ "مرزا محمود احمد اور چوہدری ظفر اللہ خاں کی گفتگو۔" (مجاہد یکم مئی ۱۹۳۶ء) (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

۶۔ "مرزا محمود میز پر چھری کانٹے سے درجنوں مختلف کھانے تناول فرماتے ہیں۔" مجاہد ۱۷۔ مئی ۱۹۳۶ء (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

۷۔ "کیا ان کے اہل بیت لباس۔ لونڈر۔ پوڈر۔ بنارسی ساڑھیاں۔ مخملی کاؤچ۔ قیمتی سوٹ اور ایسی ہزاروں تکلف والی اشیاء پر سینکڑوں روپے ماہوار خرچ نہیں کر دیتے۔" مجاہد ۱۷۔ مئی ۱۹۳۶ء (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

۸۔ حضرت امیر المومنین کے ولی عہد میاں ناصر احمد صاحب ہوائی جہاز پر انگلستان سے اپنی بیوی کو ملنے آرہے ہیں؟" مجاہد ۱۷۔ مئی ۱۹۳۶ء (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

۹۔ "حضرت صاحب کا بنک آف انگلینڈ میں کتنے لاکھ روپیہ جمع ہے؟ یہ روپیہ کہاں سے آیا؟ اور کس غرض کے لئے جمع کیا گیا؟" مجاہد ۱۷۔ مئی ۱۹۳۶ء (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

۱۰۔ "میاں نے پڑپی مرزائی کو تلاش کرلیا۔" مجاہد ۱۷۔ مئی ۱۹۳۶ء (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

تلک عشرۃ کاملۃ

جب تک مجاہد کے پرچوں میں یہ دشنام جھوٹ لکھے رہیں گے یہ وشنام ابدی لعنتیں بھی ان پر وارد ہوتی رہیں گی ؛

احرار کے لیڈر جس مسخرہ پن اور کمینہ پن سے بعض ہزلیات کو اپنے پرچہ میں درج کرتے ہیں۔ شریف اور دانا انسان ذرا بھی غور کرے۔ تو ان لوگوں کے امانت و دیانت اور شرافت سے عاری ہونے کا فیصلہ صادر فرمائیگا۔ مذہب اختلافات کو مہذبانہ اور ایماندارانہ طور پر پیش کرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ نہ کہ لچر اور لغو لوگوں کی طرح بات کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ آپ اسلامی تعلیم کی روشنی میں دیکھیں گے۔ تو اس نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ یہ دھوکہ بازوں۔ فریب کاروں اور مکاروں کی سوسائٹی یقیناً حزب الشیطان ہے۔ اور خدا کے فضل سے نامراد رہے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔ فانتظروا وانا معکم من المنتظرین ؛

احرار اور اسلامی سلطنتیں

جیساکہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں احرار کی زندگی اور ہر مہم کا مقصد صرف جلب زر ہے۔ اس لئے احرار ہمیشہ ایسے موقعہ کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جس سے کچھ پیسے بٹورے جاسکیں۔ کسی کو ڈرا کر، کسی کو دھمکا کر گویا جو کچھ بھی ہو سکے۔ پیسہ کمانے کے لئے احرار کے نزدیک جائز ہے۔ خواہ اس شورو شر کا اثر مسلمانوں کے لئے اور مسلمان سلطنتوں کے لئے کتنا ہی نقصان دہ ہو۔ لیکن احرار اپنا فائدہ سوچتے ہیں۔ چنانچہ واقعات مندرجہ ذیل سے یہ حقیقت ظاہر ہے۔

احرار اور حکومت نظام

ہندو ایک مدت سے نظام حیدرآباد دکن کے خلاف شورش بپا کر رہے تھے۔ پہلے تو انہوں نے

علاقہ برار کے متعلق پھر ریاست کے نظم و نسق کے متعلق گویا کئی طرح سے شور مچایا۔ اور اب مذہبی رنگ میں نظام کے خلاف کئی طرح سے پراپیگنڈا کرنے میں مصروف ہیں۔ حالانکہ نظام دکن کی وہ شخصیت ہے جس نے ہندو۔ مسلمان اور سکھوں کو اپنے عطیات سے بلا امتیاز مذہب کے نوازا ہے۔ لیکن آریوں اور مہا سبھا کی یہ پالیسی ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے، اسلامی سلطنتوں کو کمزور کیا جائے۔ تاکہ انگریزوں کے جانے کے بعد کمزور علاقوں کو آسانی سے دبا سکیں۔ ہندو موقعہ کی تلاش میں تھے۔ کہ اپنے آلۂ کار احرار سے کام لینا چاہیئے۔ اور احرار کو بھی ہندوؤں کا حق نمک ادا کرنے کے لئے کوئی موقعہ نہ ملتا تھا۔ چنانچہ احرار کو اب علی گڑھ کالج کے معاملہ کی بنا پر حکومت دکن کے خلاف شور مچانے کا موقع مل گیا۔ اور اس وجہ سے ان کی دونوں طرف چاندی تھی۔ یعنی اگر نظام ڈر گئے تو کچھ نذرانہ دے دیں گے۔ اور اگر وہ نہ ڈرے اور کچھ نہ دیا۔ تو یہ شور مچاتے رہیں گے اور مہا سبھا سے ہی اس کا معاوضہ وصول کرتے رہیں گے۔ آپ غور کریں کہ اپنے فائدہ کے لئے یہ مسلمانوں کی کیسی معزز و محبوب سلطنت کے خلاف شور مچاتے ہیں۔

احرار اور سلطنت افغانستان

گورنر کے دورۂ سرحد کرنے کا اعلان ہوا۔ اور احرار نے شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ اس دورہ سے گورنر کی غرض حکومت افغانستان سے گفت و شنید کر کے سرحدی قبائل کی آزادی چھیننا ہے۔

دیکھئے ان رموز سلطنت جاننے والوں کو کتنی دُور کی سوجھتی ہے۔ گویا ہمایوں سے لے کر آج تک ان کے خاندان کی حکومت چلی آئی ہے۔ اس لئے وہ باتیں جو

مملکت سے تعلق رکھتی ہیں۔ فطرتی بصیرت حاصل ہونے کی وجہ سے فوراً بھانپ لیتے ہیں۔ ہونا بھی ایسا چاہیئے ورنہ لوگوں کو شبہ پڑ جائے کہ یہ لوگ شاہی خاندان میں سے نہیں، بوکے نکالنے اور طبلہ بجانے کا کام کرتے رہے ہیں۔ ان شبہات کا ازالہ اگر اب ان کے سیاسی تدبّر کو دیکھ کر بھی نہ ہو۔ اور ان کے شاہی خاندان کے دوام کے اگر لوگ اب بھی قائل نہ ہوں۔ تو لوگون کے افہام ناقصہ کا قصور ہے۔

اس شور و شر کی تہ میں کیا راز ہے؟ سُنیئے! اول قبائل کی ہمدردی حاصل ہو گی۔ کہ یہ ہمارے بہی خواہ ہیں جنھوں نے ہماری آزادی کو سلب ہوتے دیکھ کر آواز اٹھائی ہے۔ جیسا کہ پہلے خلافت پر مصیبت دیکھ کر ان کا کلیجہ خون ہو گیا تھا۔ اسی طرح اب بھی یہ لوگ ہم پر آنے والی مصیبت دیکھ کر گھُل رہے ہیں۔ اس لئے ان ہمدردوں کو نذرانہ پیش کیا جائے۔ تاکہ یہ حلوہ پلاؤ کھا کر ہمارے حق میں پورے زور سے آواز اٹھائیں۔ غرضیکہ جب قبائل کو اس طرف ذرا بھی توجہ ہو۔ تو احرار اُن سے ایک رقم خطیر کا مطالبہ کر لیں۔ کہ ہم تو آپ کی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے خون کا ایک ایک قطرہ پیش کرنے کو تیار ہیں۔ اور آپ لوگوں کی شرائط یہ ہے کہ ایک ایک پیسہ تک ہمارے سامنے پیش کر دیں۔ اگر انہوں نے روپیہ دیدیا۔ تو ان کو وہی شیطانی مشورہ دیا جائے گا۔ کہ جتھا بندی کر کے اِدھر گورنر اور اُدھر کابل کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ اور ماریں کھاؤ۔ اور اِدھر یہ آرام سے بیٹھ کر بٹورا ہُوا مال ٹھکانے لگائیں۔

دوسری غرض احرار کی یہ ہے۔ کہ گورنر ڈر جائے کہ احرار کے اس طوفان سے سرحدی قبائل کے مشتعل ہونے کا احتمال ہے۔ اس لئے وہ احرار کو کچھ

بھینٹ چڑھا دے اور یہ مزے سے کھائیں۔

تیسری غرض یہ ہے۔ کہ شاہ افغانستان کو خطرہ پیدا ہو جائے۔ کہ اس طرح سرحدی قبائل میں میرے متعلق بدظنی پیدا ہونے کا احتمال ہے جس سے بغاوت پھیلنے کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اور اس طرح شاہ افغانستان ڈر کر احرار کو تیتر بٹیر اور پلاؤ کھانے کے لئے کچھ نذر نیاز بھیجدے۔ ورنہ اور کوئی معقول وجہ ان کے اس شور و شر کی نظر نہیں آتی۔ اگر ان کو گورنر کے دورہ کے کچھ خطرات نظر آتے تھے۔ تو ان کو چاہیئے تھا۔ کہ سنجیدگی کے ساتھ معاملہ کی تفتیش کرتے۔ گورنر اور شاہ افغانستان سے ادب کے ساتھ سب حالات دریافت کرتے۔ اگر کوئی نقصان کا اندیشہ تھا۔ تو حکومت افغانستان کو اصلاح کی طرف توجہ دلاتے۔ اور اگر وہ غلطی پر ہوتے ہوئے اصلاح نہ کرتے۔ تو تمام معاملہ پبلک کے سامنے رکھ دیتے اور عوام کے مشورہ سے کوئی مفید قدم اٹھاتے۔ لیکن یہ تو غرض ہی نہیں۔ غرض تو پیسے بٹورنا ہے۔ جو صرف شور و شر مچانے اور ڈرانے دھمکانے سے وصول ہو سکتے ہیں ؛

احرار اور حکومت حجاز

احرار نے ایک عرصہ سے یہ کوشش شروع کر رکھی ہے۔ کہ سلطنت حجاز کی طرف سے کوئی وظیفہ ملے۔ لیکن سلطان ابن سعود جو بہت مدبر اور بلند حوصلہ انسان ہے۔ اُس نے ان کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ اور اُس دولت کو جو ان کو دی جاتی۔ اپنے ملک کی بہتری اور بہبودی میں صرف کرنا مناسب سمجھا۔ اور ان کو ایک دھیلہ نہ ملا۔ احرار بھی بھرے بیٹھے تھے۔ چنانچہ ان کو موقعہ ہاتھ آگیا۔ اور انہوں نے معاہدہ معادن کو سامنے رکھ کر طوفان بپا کر دیا۔ کہ ابن سعود نے حرمین شریفین کو بیچ دیا۔ اس

شوراشوری کی غرض صرف جلب زر تھی۔ ورنہ اگر یہ معاہدہ حکومت حجاز کے لئے نقصان دہ اور امریکن کمپنیوں کے لئے مفید ہے۔ توان کو چاہیئے تھا۔ کہ چپکے سے ابن سعود کی خدمت میں جاتے۔ اور اُن پر معاہدہ کی وہ خامیاں واضح کر دیتے اور اصلاح کی طرف توجہ دلاتے۔ لیکن انہوں نے شور وشر کا طریق اختیار کرکے اپنی بے وقوفی کا مظاہرہ کیا۔ جس سے حرمین شریفین کو نقصان پہنچنے کا امکان ہوسکتا ہے کیونکہ جب امریکن کمپنیوں کو معلوم ہوگا۔ کہ یہ معاہدہ ہمارے حق میں بہت مفید اور حکومت حجاز کے لئے نقصان دہ ہے۔ وہ اس معاہدہ میں ترمیم و تنسیخ کو بھی قبول نہ کریں گی۔ اور اپنے معاہدہ پر ڈٹ جائیں گی۔ اگر احرار میں کچھ بھی دوراندیشی اور سلطنت حجاز کی ہمدردی ہوتی۔ تو شور نہ مچاتے۔ بلکہ خاموشی سے اس معاملہ کو سلجھاتے۔ ابن سعود کی خدمات حرمین شریفین کو نظرانداز کرکے اور وہ ترقی جو اس کے عہد میں حجاز کو حاصل ہوئی۔ اس سے آنکھیں بند کرکے، اُس کے خلاف شور مچانا ایمانداری انصاف اور شرافت سے بعید ہے۔

افسوس احرار نے کبھی کوئی قدم سوچ کر نہ اُٹھایا۔ کہ اس سے قوم کو کیا نقصان پہنچتا ہے۔ ہمیشہ جلب زر کے ہی دیوانے رہے۔ آپ خود اندازہ لگالیں کہ یہ لوگ مسلمان قوم اور اسلامی سلطنتوں کے لئے کہاں تک نقصان رساں ہیں۔

آخر میں دعا کے ساتھ اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے نفع و نقصان کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ملک اور قوم کے سچے بہی خواہوں کی شناخت بخشے۔ اور ان ننگ اسلام احراریوں کے شر سے مسلمان قوم اور مسلمان سلطنتوں کو محفوظ رکھے۔ آمین

نظم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
کہ تو نے کام سب میرے سنوارے

ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے
چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے

گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے
ہمارے کر دئے اونچے منارے

مقابل میں میرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے

شریروں پر پڑے اُن کے شرارے
نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

تری رحمت ہے میرے گھر کا شہتیر
مری جاں تیرے فضلوں کی پناہ گیر

حریفوں کو لگے ہر سمت سے تیر
گرفتار آ گئے جیسے کہ نخچیر

ہُوا آخر وہی جو تیری تقدیر
بھلا چلتی ہے تیرے آگے تدبیر

خدا نے ان کی سب عظمت اُڑا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مری اُس نے ہر اک عزت بنا دی
مخالف کی ہر اک شیخی مٹا دی

مجھے ہر قسم کی اس نے عطا دی
سعادت دی ارادت دی وفا دی

ہر اک آزار سے مجھ کو شفا دی
مرض گھٹتا گیا جوں جوں دوا دی

محبت غیر کی دل سے ہٹا دی
خدا جانے کہ دل کو کیا سُنا دی

دوا دی اور غذا دی اور قبا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

احرار قرآن کو چھوڑ کر بھاگ نکلے

مومن وہ شخص ہے۔ کہ اگر اس کے سامنے قارون کا خزانہ اور شداد کی بہشت پیش کردی جائے، تو اُسے ٹھکرا دے۔ اور ایمان کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ لیکن احرار اس معیار کے مطابق بالکل اپنے اصلی رنگ میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ کہ ان کو ایمان اور اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ جس طرف بھی عزت، شہرت یا دنیوی وجاہت ملتی نظر آئے۔ قرآن اور ایمان کو وہیں چھوڑ کر دنیا کی طرف بھاگ نکلتے ہیں۔ جس کا ثبوت حسب ذیل ہے۔

اِن احراری لیڈروں نے ۱۹۲۰ء میں متفقہ فتویٰ کے نام سے ایک فتوے شائع کیا۔ جس میں قرآن شریف اور احادیث اور اقوال بزرگان کی رُو سے یہ ثابت کیا تھا۔ کہ گورنمنٹ ہند کی کونسلوں کی ممبری قبول کرنا حرام، گناہ کبیرہ اور ظالموں میں داخل ہونا ہے۔ ایسا کرنے والا قرآن اور اسلام کا دشمن اور بے ایمان جہنمی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف کی حسب ذیل آیات اس فتویٰ کے اثبات میں پیش کی گئیں۔

اِنَّمَا یَنۡھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیۡنَ قَاتَلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَ اَخۡرَجُوۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ وَ ظٰھَرُوۡا عَلٰۤی اِخۡرَاجِکُمۡ اَنۡ تَوَلَّوۡھُمۡ۔ وَ مَنۡ یَّتَوَلَّھُمۡ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوۡنَ (ممتحنہ) ترجمہ۔ جن کافروں نے دین کے معاملہ میں تم سے قتال کیا۔ تم کو اپنے ممالک سے بے دخل کر دیا۔ اور تمہارے اخراج و بے دخل کرنے میں مدد دی۔ اُن سے دوستی اور باہمی امداد کرنے سے خدا تم کو روکتا ہے۔ اور جو لوگ ایسے کفار سے

موالات رکھیں۔ وہ سب ظالم ہیں۔ جو مسلمان باوجود واقفیت اس مسئلہ ان سے موالات رکھے، سخت گنہگار اور بالفاظ قرآن کریم ظالم ہوگا۔ اللہ جل جلالہٗ سورہ مائدہ میں ارشاد فرماتا ہے
لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰىٓ اَوْلِيَآءَ ۔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔
یعنی اے مسلمانو، یہود و نصاریٰ (دشمنانِ دین) کو دوست اور مددگار نہ بناؤ۔ وہ لوگ تو آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں۔ تم میں کا جو شخص اُن کو دوست اور مددگار بنائے گا، اُسی زمرہ میں محسوب ہوگا۔ کیونکہ اللہ پاک قوم ظالم کو نور ہدایت نہیں بخشتا ہے۔

اس سے آگے بزرگان دین شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس سرہٗ و امام غزالی رحمۃ اللہ وغیرہم کے اقوال پیش کئے ہیں۔

فتویٰ مذکور کے صـ۲ پر سوال نمبر ۲ یوں درج ہے۔

”کیا گورنمنٹ ہند کی کونسل کی ممبری، خطاب، پیشہ وکالت وغیرہ موالات میں داخل ہے؟“

جواب فتوے صـ۷

”یہ ساری چیزیں موالات میں داخل ہیں۔ کیونکہ ان امور سے ظاہراً حکومت کے ساتھ محبت پیدا ہوتی ہے، اور باطناً امداد بھی۔ اس لئے بنابر حکم ترک موالات ان سب امور سے علیحدگی واجب اور حکم ترک موالات کے علاوہ دیگر مفاسد کی بنا پر بھی ان سب کا ترک کرنا مسلمانوں پر واجب ہے۔“

ترک کونسل کے وجوہ حسب ذیل ہیں:۔

الف۔ کونسل قانونی ہو یا انتظامی۔ اس کا مقصد نظامِ حکومت کا استحکام و انصرام ہے۔

جو کھلم کھلا حکومت کی معاونت ہے

(ب) کونسل میں اکثر غیر شرعی قانون وضع کئے جاتے ہیں۔ جن کی تحریک یا تائید یا اُس پر سکوت باوجود قدرت مخالفت کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں۔

قَالَ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مَن رائی منکم منکراً فلیغیرہٗ بیدہٖ وَاِن لَم یستطع فَبِلسانِہٖ وَاِنْ لَم یستطع فَبِقَلْبِہٖ۔ تم میں سے جو کوئی خلاف شرع امر دیکھے۔ اس کو ہاتھ سے روکے۔ اگر طاقت نہ ہو تو زبان سے اگر طاقت نہ ہو تو دل سے بُرا مانے۔ مگر مسلم ممبران کونسل یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ جس کے شواہد واقعاتِ ماضیہ اور خود موجودہ قوانین کا نفاذ ہے۔

(ج) کونسل میں قوم انگریزی بھی ہوتی ہے۔ جو ظالم و دشمن دین ہے۔ اور ایسی قوم کے ساتھ اعزازی نشست شرعاً حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (سورہ انعام) ترجمہ۔ پس یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ مل کر نہ بیٹھ۔

(د) کونسل میں ممبران کے لئے حکومت کی وفاداری واطاعت و بہی خواہی کی قسم کھانا بھی ضروری ہے۔ اور حالت موجودہ میں اپنی خوشی اور اختیار سے حکومت کی وفاداری واطاعت شعاری و بہی خواہی مسلمانوں پر حرام ہے۔ اس لئے وفاداری کی قسم شرعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔"

اب جب کہ احرار نے دیکھا۔ کہ کونسل میں جانے سے دنیوی عزت، وجاہت اور بعض اور فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اس فتویٰ کو جو انگریزی حکومت کی کونسل کے متعلق قرآن شریف واحادیث کی بناء پر شائع کیا گیا تھا جس پر عمل کرنے کے لئے

ایک دلگداز درخواست بھی شائع کی گئی تھی۔ جس پر لیکچروں کے ذریعہ لوگوں کو عمل کرنے کی تاکید کی جاتی تھی۔ آج اس قرآن و ایمان کو چھوڑ کر کونسل کی ممبری کی طرف بھاگ نکلے۔ یہی وہ قوم ہے جس کے متعلق قیامت والے دن رسول کریم صلعم فرمائیں گے:۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (سورہ فرقان)

اور رسول کہیگا۔ کہ اے میرے رب یہی وہ جماعت ہے جس نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔

اے مسلمانوں احرار کو ہاں ان احرار کو جو امیر شریعت ہونے کے مدعی اور حامل شریعت ہونے کے دعویدار ہیں پوچھو۔ کہ تم لوگ اب قرآن کو چھوڑ کر کونسل سے کیوں پیار کرتے ہو۔ یقیناً ایسی حالت میں جبکہ احرار قرآن کو چھوڑ کر کونسل میں جا رہے ہیں۔ ظالم دنیا پرست اور مرتد ہیں۔ جو کوئی بھی اس معاملہ میں ان کی مدد کرے۔ وہ بھی ظالموں کی اعانت کرنے کی وجہ سے مجرم اور ظالم ہوگا۔ پس احرار کو قرآن شریف کی طرف لائیں۔ کونسل کا عشق ان کے دماغ سے نکالیں۔ ہر جگہ جہاں یہ جلسہ کریں۔ ان سے اس فتویٰ کے رد کرنے پر باز پرس کریں۔ اور دنیا کی خاطر قرآن و ایمان بیچنے سے روکیں۔ تاکہ آپ کو ثواب حاصل ہو:

احرار اور افریقہ

احرار نے اخبارات کے ذریعہ سے ہندوستان اور ہندوستان کے باہر ممالک میں پراپیگنڈا کیا۔ کہ احرار ایک علماء اور فضلاء کی جماعت ہے جو اپنے علم و فضل سے جماعت احمدیہ کا مقابلہ کرنے میں فرد ہے۔ اس پراپیگنڈا سے متاثر ہو کر افریقہ کی ایک حنفی انجمن نے احرار کو لکھا۔ کہ وہ اپنے کسی مبلغ کو بھیج دیں۔ تاکہ وہ آکر جماعت احمدیہ کے مقابل پر کام کرے، جو وہاں پھیل رہی ہے۔

کرایہ اور خرچ وغیرہ انجمن نے ادا کر دیا۔ اور احرار نے اپنی طرف سے لال حسین اختر کو افریقہ میں بھیج دیا۔ اُس نے وہاں اُسی دل آزار سخت کلامی سے کام لیا۔ جس سے وہ ہندوستان کے اندر مشہور ہے۔ باوجود اختلاف عقائد ہونے کے وہاں کی مہذب پبلک نے احمدیوں کے حق میں اس کی بدزبانی کو پسند نہ کیا۔ اختر صاحب قرآن اور حدیث اور دینی علوم سے بالکل کورے تھے۔ صرف طوطے کی طرح اُردو کتب کے چند حوالے رٹے ہوئے تھے۔ جن کو یہ لیکچروں میں پیش کرتا۔ وہاں کی پبلک نے جب دیکھا۔ کہ احمدی مناظر قرآن، حدیث اور دینیات کا عالم ہے۔ اور لال حسین کو اس کے مقابل کھڑا کرنے سے انجمن کی اپنی ہتک ہے۔ انہوں نے اختر صاحب کو واپسی ٹکٹ لے کر واپس ہندوستان بھیج دیا۔ اور اختر صاحب یہ کہتے ہوئے جہاز پر سوار ہو گئے۔ ؎

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچہ سے ہم نکلے

نتائج:۔ چنانچہ سعید روحوں نے جب دیکھا۔ کہ وہ انجمن جو کہ بڑے بڑے مدعیانِ امیر شریعت و مفتیان شریعت پر مشتمل ہے۔ اس کے چوٹی کے مبلّغ کے علم و فضل اور شائستگی کا یہ حال ہے۔ ان پر بہت بُرا اثر پڑا۔ احمدیت کے دلائل کو انہوں نے وزندار پایا۔ آج تک وہاں قریباً ساٹھ نفوس سلسلہ عالیہ احمدیہ میں آ کر داخل ہوئے۔ انجمن اہل سنت والجماعت کے سکرٹری صاحب جن کا اسم شریف محمد عبد الغفور ہے۔ وہ بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو استقامت اور برکات بخشے۔

چنانچہ ہندوستان میں بھی احرار نے احمدیت سے روکنے کے لئے ہر دھوکے فریب، کذب بیانی اور جبر و تشدّد سے کام لیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ روز افزوں ترقی کرتی جارہی ہے۔ یہ ایک اور ناکامی ہے۔ جو جماعت احرار کو جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں نصیب ہوئی۔

احرار کا اقرار ناکامی

مَیں نے عرض کیا تھا۔ کہ دو گروہوں میں جب جنگ ہو۔ تو حزب الشیطان اپنے مقاصد میں ناکام و نامراد رہتا ہے چنانچہ اس ناکامی و نامرادی کا جو جماعت احمدیہ کے مقابل احرار کو نصیب ہوئی، انہیں خود اقرار کرنا پڑا۔ اس امر کے ثبوت میں صرف دو حوالے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ روزانہ اخبار ہندو ۲۰۔ فروری کے پرچہ میں یوں رقمطراز ہے:۔

"مجاہد احرار پارٹی کا آرگن ہے۔ اس کے بس کی بات ہو۔ تو مرزائیوں کو ایک دن کے لئے زمین پر زندہ رہنے کی اجازت نہ دے۔ احمدیوں کے مٹانے کے لئے احرار نے بہتیری کوششیں کیں۔ مولانا مظہر علی اظہر اپنی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے مجاہد کے ایک پرچہ میں لکھ چکے ہیں:۔

"کافی انتظار کے بعد مَیں نے ضروری سمجھا ہے۔ کہ اپنے کارکنوں اور ہمدردوں سے آج (۱۔ یکم فروری۔ مجاہد) کچھ گذارش کروں۔ تاکہ وہ عین خطرہ کے وقت میں محض اس لئے خواب خرگوش میں مبتلا نہ ہو رہیں۔ کہ ان کو یہ گمان ہو کہ ہم کامیاب ہو چکے ہیں۔ مخالف جماعت (جماعت احمدیہ) کے

پاس زر اور زور سب کچھ موجود ہے۔ اس کو ایسے حلیف ملے ہیں۔ جو ہر حال میں اس کا ساتھ دیں گے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتیں اس کی پشت پر ہیں "

اس تحریر میں احرار نے اپنی ناکامی و شکست کا خود اقرار کر لیا۔ بلکہ اپنے آپ کو خطرہ میں محصور ظاہر کیا۔ اللہ تعالےٰ کا فضل اور نصرت ہی جماعت احمدیہ کے ساتھ اور پشت پر ہے۔ ورنہ احرار بتائے۔ کہ کونسی دنیاوی حکومت احمدیوں کی پشت پر ہے؟ حالانکہ احرار تو حکومت کے بعض حکام سے بھی سازباز رکھتے ہیں۔ باوجود ایسی تمام طاقتوں کے ساتھ ہونے اور عیاریوں اور چالبازیوں کے شکست کھا گئے۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ احرار کی سب تدابیر شیطانی ہیں۔

اخبار زمیندار ۱۲۔ جون ۱۹۳۶ء میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر مجلس احرار کا بیان یوں درج ہے:۔

"ہماری ایماندارانہ رائے ہے۔ کہ کانگرس سے علیحدہ ہو کر ہم نے جس قدر تحریکوں میں حصہ لیا ہے۔ ان تمام میں ہم نے بیکار وقت ضائع کیا۔ اور فضول ہنگامے برپا کئے "

گویا خود اقرار کر لیا۔ کہ کانگرس سے علیحدہ ہو کر کشمیر ایجی ٹیشن تحریک قادیان وغیرہ جو کچھ ہم نے کام کیا۔ اس میں ناکام و نامراد رہے ؛

احرار منافقوں کی ٹولی ہے

آج جبکہ احراریوں نے جماعت احمدیہ کا بائیکاٹ کرنے کی مسلمانوں کو

بنا بریں تلقین کی، کہ یہ کافر ہیں۔ تو بعض مسلمانوں نے یہ سوال اُٹھا دیا۔ کہ جب احرار کے اندر شیعہ۔ سُنی حنفی۔ وہابی۔ جن پر ایک دوسرے فرقہ کی طرف سے فتویٰ کفر عائد ہے، شامل ہیں۔ احرار کا آپس میں اور ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں کے ساتھ جو کافر ہیں، تعاون ہے۔ یہاں تک کہ احرار مشترکہ انتخاب میں ہندو کو بھی نمائندہ بنا لینا جائز سمجھتے ہیں۔ تو احمدیوں کو کافر سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ تعاون کیوں نہیں ہو سکتا؟

احرار مسلمانوں کے اس سوال سے جو معقول تھا، جواب میں عاجز آ گئے۔ اور اب ایک اور راہ نکالی۔ کہ اس بنا پر احمدیوں سے بائیکاٹ جائز ہے، کہ احمدی کافر نہیں، بلکہ منافق ہیں۔ اور منافق کافروں سے خطرناک ہوتے ہیں۔ اور ان سے تعاون شرعاً حرام ہے۔

اس فتویٰ کی حقیقت

کسی کے باوجود مسلم اور مومن ہونے کا اقرار کرنے کے اُسے کافر اور منافق کہے جانا علیم بالصدور ہونے کا دعویٰ ہے۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں ایک صحابی نے ایک اشد ترین دشمن کافر کو میدان جنگ میں گرا لیا۔ اس کی چھاتی پر سوار ہو کر جب اس کی گردن کاٹنے لگے۔ تو کافر نے کہا۔ کہ میں ایمان لاتا ہوں۔ اور مسلمان ہوں۔ لیکن صحابی نے یہ خیال کر کے کہ ممکن ہے، جان بچانے کے لئے منافقت سے کام لیتا ہو۔ اس کی گردن کاٹ دی۔ جب آنحضرت صلعم کے سامنے یہ واقعہ پیش ہُوا۔ تو آپ نے صحابی کو غصہ سے فرمایا۔ "ھل شققت قلبہٗ"۔ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا۔ کہ زبان سے وہ مومن ہونیکا اقرار کرتا تھا۔ اور دل سے منافق تھا۔

چنانچہ آپ نے صحابی کو مجرم ٹھہرایا۔ پس احمدیوں کو جو اسلام اور ایمان کا اقرار زبان اور عمل سے کرتے ہیں۔ احرار کا منافق قرار دینا یقیناً خدا کے حکم اور رسولؐ کے رویہ کے خلاف ہے۔ جس سے مسلمانوں کو بچنا چاہیئے۔

ہاں اللہ تعالےٰ نے بعض لوگوں کے نفاق سے پیغمبرؐ کو وحی سے خبر دی۔ پس اگر احرار کو خدا نے وحی سے خبر دی ہے۔ کہ احمدی زبان سے تو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو احرار اس وحی الٰہی کو مؤکد بعذاب حلف کے ساتھ شائع کریں۔ ورنہ عالم الغیب ہونے کا دعوٰی کرنے سے فرعون نہ بنیں۔ اور لوگوں کو گمراہ نہ کریں۔ ہاں فرقان حمید میں منافقین کے علامات درج ہیں۔ جس شخص یا جماعت میں وہ پائے جائیں۔ وہ ضرور منافق ہے۔ اب اس معیار کے مطابق جماعت احمدیہ اور احرار کو پرکھ لیتے ہیں۔

منافق جان اور مال سے دین کے لئے جہاد نہیں کرتا۔ یعنی جان اور مال کو دین کے لئے خرچ نہیں کرتا۔ جماعت احمدیہ کے متعلق تو آپ آراء پڑھ ہی چکے ہیں۔ کہ تمام لوگوں کو اقرار ہے کہ جماعت احمدیہ اسلام کے لئے جان اور مال کو قربان کر رہی ہے۔ اور احرار نے دین کے لئے جو قربانیاں کیں۔ اُنکی حقیقت گذشتہ صفحات میں خوب واضح ہو چکی ہے۔ احرار نے مذہب کے لئے قربانی کرنے کی بجائے ہمیشہ مذہب کے نام پر لوگوں کو لوٹا۔ اب مسجد شہید گنج کا معاملہ پیش آیا۔ فوراً "سکھ کی کرپان انگریز کی گولی" سے جان گھٹنے لگی۔ اپنے بلوں میں گھس گئے۔ بلکہ کونسل کے لئے سکھوں سے سمجھوتہ کر کے مسجد کو قربان کر دیا۔ جس سے احرار کی منافقت ظاہر ہو گئی۔ پس منافق احراری ہیں۔ نہ کہ احمدی ؞

احرار کے متعلق خلقِ خدا کی آراء

اگر احرار کے متعلق ہندو مسلم معززین کی آراء، جو مختلف پوسٹروں، اور اخبارات میں ظاہر ہوتی رہی ہیں۔ جمع کر کے ایک پوسٹر بنایا جائے۔ تو میرے علم کے مطابق کم از کم ایک پوسٹر پچاس[۵۰] فٹ لمبا اور بیس[۲۰] فٹ چوڑا بن جائیگا۔ ابھی اور بھی بہت سے پوسٹر ہوں گے۔ جو میرے علم میں نہ ہوں اور مجھے دستیاب نہ ہوئے ہوں۔ اس لئے احرار کے متعلق تمام آراء کا مضمون درج کرنا تو کتاب کی ضخامت کے لحاظ سے ناممکن ہے۔ لہذا چند سرخیاں اور اختصار درج ذیل کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے ایک نظم کے چند اشعار درج ذیل ہیں :-

منقول از زبانِ خلق

احرار

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار	اسلام و ایمان و احسان سے بیزار
ناموسِ پیغمبر کے نگہبان سے بیزار	کافر سے موالات مسلمان سے بیزار

اور اس پہ یہ دعویٰ کہ ہیں اسلام کے احرار
احرار کہاں کے یہ ہیں اسلام کے غدّار
پنجاب کے احرار ہیں اسلام کے غدّار

اللہ کے گھر کو کوئی ڈھادے تو یہ خوش	مسجد کا نشاں کوئی مٹادے تو یہ خوش

(از اخبار زمیندار ۱۰ اگست ۱۹۳۵ء)

"معززین کی توہین کرنے والے"۔ (پولیٹیکل خلیفہ مصنفہ ابوالضیاء محمد عبداللہ صاحب امرتسری)

"مسجد شکن" (اخبار زمیندار ۱۰۔ اگست ۱۹۳۵ء)

"مسجد فروش" (رنگین امرتسر ۸۔ مئی ۱۹۳۵ء)

"قوم فروش" (سیاست ۲۷۔ جولائی ۱۹۳۵ء)

"بردہ فروش" (" " ")

"مذہب کی آڑ میں انتقام لینے والا" (پوسٹر شائع کردہ مولانا محمد زکریا صاحب والد ماجد مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی)

"گالیاں دینے والا کمینہ مذاق رکھنے والا"۔ (سیاست ۱۸۔ جون ۱۹۳۵ء)

"مجلس احرار ٹھگوں کی ٹولی اور چوروں کی جمعیت ہے"
(اخبار احسان ۲۸۔ فروری ۱۹۳۶ء)

"میں نے فیروز پور احرار کانفرنس میں دیکھا۔ کہ ہر ایک لیکچرار گندہ دہنی سے کام لیتا تھا"۔ (لالہ سندرداس فیروز پور شہر)

"احرار غنڈوں کی جماعت ہے"۔ (پوسٹر از خادم ملت محمد روشن صاحب وزیر آبادی)

حال ہی میں لاہور سے ایک پوسٹر شائع ہوا ہے۔ جو دیوار قامت ہے۔ اُس پر معزز مسلمانان لاہور کے سینکڑوں دستخط ثبت ہیں۔ مشتہر نے معذرت کی ہے۔ کہ بہت سے اسماء گرامی مشتہرین کے بوجہ عدم گنجائش پوسٹر میں شائع نہیں ہو سکے۔ اس سے آپ اندازہ لگالیں۔ کہ احرار کے متعلق خلق خدا کی کیا رائے ہے۔ اور دنیا ان کی بدزبانی، گندہ دہنی اور فریب کاریوں سے کس قدر نالاں ہے ؎

احرار کو ہمدردانہ نصیحت

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں
کبتک رہو گے ضد و تعصّب میں ڈوبتے
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں
کیونکر کرو گے ردّ جو محقق ہے ایک بات
کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہیں
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں

فہرست مضامین کتاب ہذا